اُردو

بال بھارتی

बालभारती
सुवर्णमहोत्सव

چھٹی جماعت

محکمۂ تعلیمات سے منظور شدہ تحت نمبر
م۔ر۔ش۔س۔پر۔پ/اَ۔وی۔وی۔/ش۔پر/ ۱۶-۲۰۱۵ء/۱۶۷۳/مؤرّخہ ۶/اپریل ۲۰۱۶ء

اُردو

بال بھارتی

چھٹی جماعت

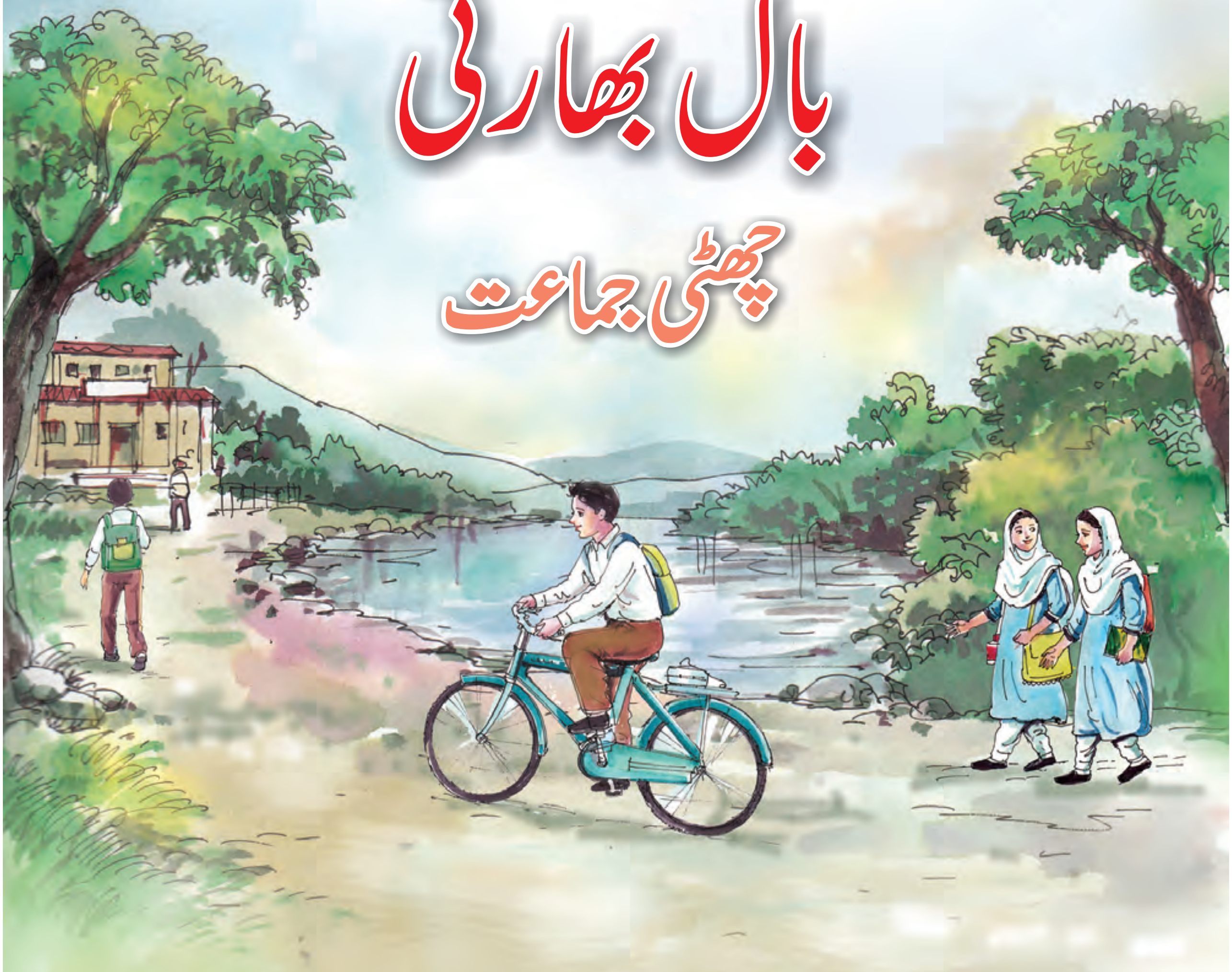

مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی وابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ

پہلا ایڈیشن: 2016
© مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی وابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ-۴۱۱۰۰۴
نئے نصاب کے مطابق مجلسِ ادارت اور مجلسِ مشاورت نے اس کتاب کو ترتیب دیا ہے۔ اس کتاب کے جملہ حقوق مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و ابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ کے حق میں محفوظ ہیں۔ کتاب کا کوئی بھی حصہ ڈائرکٹر، مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی وابھیاس کرم سنشودھن منڈل کی تحریری اجازت کے بغیر شائع نہ کیا جائے۔

پیش لفظ

''درسیات کا قومی خاکہ ۲۰۰۵ء'' اور ''بچّوں کے لیے مفت اور لازمی تعلیم کے حق کا قانون - ۲۰۰۹ء'' کو مدنظر رکھ کر ریاست مہاراشٹر میں ''پرائمری تعلیم کا نصاب ۲۰۱۲ء'' تیار کیا گیا۔ تعلیمی سال ۲۰۱۴-۲۰۱۳ء سے حکومت کے منظور کردہ اس نصاب پر کارروائی کا بتدریج آغاز ہوا۔ حکومت کے منظور کردہ اس نصاب پر مبنی چھٹی جماعت کی درسی کتاب 'اُردو بال بھارتی' مرتب کی گئی ہے جسے آپ کے سامنے پیش کرتے ہوئے ہمیں بڑی مسرّت محسوس ہورہی ہے۔

درس وتدریس کا عمل طالب علم مرکوز اور مسرت بخش ہو نیز خود آموزی پر زور دیا جائے ایسے وسیع مقاصد کے مدنظر یہ کتاب ترتیب دی گئی ہے۔ ابتدائی تعلیم کے مختلف مرحلوں میں طلبہ میں کون سی مخصوص صلاحیت پروان چڑھے، درس وتدریس کرتے وقت یہ واضح ہونا چاہیے۔ اس مقصد کے لیے اس درسی کتاب میں زباندانی سے متعلق متوقع صلاحیتوں کا تعین کیا گیا ہے۔

درسی کتاب میں عمر کے اس گروہ سے تعلق رکھنے والے بچوں کی جذباتی دنیا سے ہم آہنگ نثر اور نظموں کو شامل کیا گیا ہے۔ زباندانی کی صلاحیتوں کے فروغ کے لیے جدید طرز کی مشقیں اور سرگرمیاں دی گئی ہیں۔ 'تلاش و جستجو، وسعت میرے بیان کی، کیا ہم یہ کرسکتے ہیں؟، غور کرکے بتائیے، زورِ قلم، درجہ بندی، ترتیب دیجیے، لفظوں کا کھیل، نظم خوانی، خود آموزی، بات سے بات چلے، نقل نویسی، سیر بین، اپنی ادا دیکھ' وغیرہ عنوانات کے تحت مشقوں کے ذریعے طلبہ کی قوتِ مشاہدہ، قوتِ تخیل اور قوتِ عمل پر زور دیا گیا ہے۔ عنوان 'آیئے، زبان سیکھیں' کے تحت قواعد کے اجزا کو آسان زبان میں پیش کیا گیا ہے۔ زباندانی کی افہام وتفہیم ، نئے الفاظ برتنا، روزمرہ اور محاوروں کا استعمال کرنا اور قواعد کے بارے میں آگہی پیدا کرنا اِن مقاصد کے تحت مسرت بخش اور آسان زبان میں درسی کتاب میں مواد شامل کیا گیا ہے۔ ماحولیات کے تئیں ذمہ داری، اخلاقی اقدار، قومی یکجہتی اور حب الوطنی جیسے جذبات کو پروان چڑھانے کے لیے کافی مواد دیا گیا ہے۔ تصویروں کا مشاہدہ، ان پر بات چیت اور ان کے بارے میں خود کے خیالات کا اظہار کرنے سے طلبہ میں علمی شعور بیدار ہوگا۔ طلبہ از خود مضمون نویسی کریں، ذاتی خیالات کا اظہار کریں اس مقصد کے تحت متنوّع سوالات اور سرگرمیاں درسی کتاب میں شامل کی گئی ہیں۔

زیرِ نظر درسی کتاب میں ماحولیات سے متعلق متن بھی شامل ہے۔ درس وتدریس کے دوران اساتذہ اس امر کو ملحوظ رکھیں کہ جماعت میں جو کچھ سکھایا جائے، وہ اسکول سے باہر کی دنیا اور روزمرّہ زندگی کے معاملات سے لازمی طور پر مربوط ہو۔

کتاب کو حتّی الامکان معیاری اور بے عیب بنانے کے لیے اس کا مسودہ مہاراشٹر کے مختلف علاقوں کے منتخب اساتذہ، ماہرینِ تعلیم اور ماہرینِ زبان کی خدمت میں تبصرہ کے لیے پیش کیا گیا تھا۔ اُن کے پیش کردہ مشوروں اور تجاویز کی روشنی میں مسودے میں ضروری ترمیم کرکے اسے قطعی شکل دی گئی ہے۔

اس موقع پر ادارہ اُردو لسانی کمیٹی کے ان تمام اراکین کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے جو اس کتاب کی ترتیب وتدوین میں خلوص وتندہی سے مصروف رہے اور کتاب کی تیاری کے ہر پہلو سے دلی طور پر وابستہ رہے۔ اسی طرح ان تمام ماہرینِ تعلیم، اساتذہ، مصوّر، مجلسِ ادارت اور مجلسِ مشاورت کا بھی ادارہ تہِ دل سے شکر گزار ہے جن کے تعاون سے یہ کتاب پایۂ تکمیل کو پہنچی ہے۔ توقع ہے کہ طلبہ، اساتذہ اور سرپرست اس کتاب کا خیر مقدم کریں گے۔

(ڈاکٹر سنیل مگر)
ڈائرکٹر
مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و
ابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ-۴

پونہ۔
تاریخ: ۹/مئی ۲۰۱۶ء
بھارتی سَور: ۱۹/وَیشاکھ، ۱۹۳۸

- ڈاکٹر سیّد یحییٰ نشیط (صدر)
- محمد حسن فاروقی (مہمان رکن)
- سلیم شہزاد (رکن)
- سلام بن رزّاق (رکن)
- احمد اقبال (رکن)
- ڈاکٹر قمر شریف (رکن)
- مشتاق بولنجکر (رکن)
- ڈاکٹر محمد اسداللہ (رکن)
- بیگم ریحانہ احمد (رکن)
- فاروق سیّد (رکن)
- خان نویدالحق انعام الحق (رکن سکریٹری)

Co-ordinator :
Khan Navedul Haque Inamul Haque
Special Officer for Urdu, Balbharati

D.T.P. & Layout
Sayyed Asif Nisar,
Yusra Graphics,
Shop No. 5, Anamay Building,
305, Somwar Peth, Pune - 411 011

Artist:
Shri Rajendra Girdhari

Cover:
Smt. Reshma Barve

Production:
Shri Sachchitanand Aphale,
Chief Production Officer
Shri Sachin Mehta, Prod. Officer
Shri Nitin Wani, Prod. Assistant

Paper: 70 GSM Creamwove

Print Order :

Printer :

Publisher :
Shri Vivek Uttam Gosavi
Controller
M.S. Bureau of Textbook Production,
Prabhadevi, Mumbai - 400 025

بھارت کا آئین

تمہید

ہم بھارت کے عوام متانت وسنجیدگی سے عزم کرتے ہیں کہ بھارت کو
ایک **مقتدر سماج وادی غیر مذہبی عوامی جمہوریہ** بنائیں
اور اس کے تمام شہریوں کے لیے حاصل کریں:
انصاف، سماجی، معاشی اور سیاسی ؛
آزادیِ خیال، اظہار، عقیدہ، دین اور عبادت ؛
مساوات بہ اعتبارِ حیثیت اور موقع،
اور ان سب میں
اُخوّت کو ترقی دیں جس سے فرد کی عظمت اور قوم کے اتحاد اور
سالمیت کا تیقّن ہو؛
اپنی آئین ساز اسمبلی میں آج چھبیس نومبر ۱۹۴۹ء کو یہ آئین
ذریعۂ ہٰذا اختیار کرتے ہیں،
وضع کرتے ہیں اور اپنے آپ پر نافذ کرتے ہیں۔

راشٹر گیت

جَن گَن مَن - اَدِھ نایک جَیَہ ہے
بھارَت - بھاگیَہ وِدھاتا۔

پَنجاب، سِندُھ، گُجرات، مَراٹھا
دراوِڑ، اُتکَل، بَنگ،

وِندھیہ، ہماچَل، یَمُنا، گنگا،
اُچّھل جَل دِھ تَرَنگ،

تَوشُبھ نامے جاگے، تَوشُبھ آشِس ماگے،
گاہے تَوجَیَہ گاتھا،

جَن گَن منگل دَایک جَیَہ ہے،
بھارَت - بھاگیَہ وِدھاتا۔

جَیَہ ہے، جَیَہ ہے، جَیَہ ہے،
جَیَہ جَیَہ جَیَہ، جَیَہ ہے۔

عہد

بھارت میرا ملک ہے۔سب بھارتی میرے بھائی اور بہنیں ہیں۔

مجھے اپنے وطن سے پیار ہے اور مَیں اس کے عظیم و گوناگوں وِرثے پر فخر محسوس کرتا ہوں۔مَیں ہمیشہ اِس ورثے کے قابل بننے کی کوشش کروں گا۔

میں اپنے والدین، استادوں اور بزرگوں کی عزّت کروں گا اور ہر ایک سے خوش اخلاقی کا برتاؤ کروں گا۔

میں اپنے ملک اور اپنے لوگوں کے لیے خود کو وقف کرنے کی قسم کھاتا ہوں۔ اُن کی بہتری اور خوش حالی ہی میں میری خوشی ہے۔

ہدایات برائے اساتذہ

* تعلیمی سال کے آغاز پر ابتدائی جانچ منعقد کر کے بچوں کی ذہنی سطح کا تعین کریں۔ ماہ جون اور جولائی میں جماعت کے تمام بچوں کی اس طرح تربیت کریں کہ وہ پڑھنے لکھنے کے قابل ہو جائیں۔
* درسی کتاب کا ایک اہم مقصد زباندانی ہے۔ اسباق کی تدریس سے قبل اس سے واقفیت حاصل کریں۔ کتاب کی ابتدا میں دیے ہوئے نصاب میں آموزش کے حاصل/مطلوبہ استعداد کی نشاندہی کی گئی ہے۔
* اس کتاب کے اسباق کو چار اکائیوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر اکائی میں نظم اور نثر کے اسباق شامل کیے گئے ہیں۔ کون سے ماہ کس اکائی کی تکمیل کی جائے گی، اسے واضح کیا گیا ہے۔ اساتذہ اپنی سہولت کے مطابق اسباق کی ماہانہ تقسیم میں تبدیلی کرنے کے مجاز ہیں۔
* اسباق کی تکمیل سے مراد بچوں میں مطلوبہ استعداد کا حصول ہے۔ بچوں میں ہر استعداد کا حصول زیادہ سے زیادہ ہو، اس کے بعد ہی دوسرا سبق شروع کرنا بہتر ہوگا۔
* بچوں میں غور وفکر کی عادت ڈالنے اور سبق کی جانب رغبت دلانے کے لیے بعض اسباق سے پہلے مفہوم و موضوع سے متعلق کچھ مواد اور تصویریں تمہید کے طور پر شامل کی گئی ہیں۔ ان کے تعلق سے سوالات دیے گئے ہیں۔ ان سوالات کا مقصد بچوں میں زبان کی تفہیم اور گفتگو کرنے کی صلاحیتوں کو فروغ دینا ہے۔ اس تمہید کو ''پہلی بات'' کی ذیلی سرخی دی گئی ہے۔ ''جان پہچان'' کی سرخی کے تحت شاعر یا ادیب کا تعارف کرایا گیا ہے۔
* جن الفاظ کے معنی بچے نہیں جانتے، انھیں دوسروں سے معلوم کریں یا اساتذہ خود انھیں لغت کے ذریعے معنی تلاش کرنے کی ترغیب دیں۔ درسی کتاب کے ہر سبق کے بعد سبق میں آنے والے مشکل الفاظ کے معنی و اشارات کی فہمائش کر دی گئی ہے۔ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ بچے بہرصورت انفرادی طور پر سبق کا مطالعہ کریں۔
* سبق کی نوعیت کے مطابق اساتذہ تدریسی حکمتِ عملی کا انتخاب کریں۔ تدریسی طریقہ کوئی بھی ہو مگر بچوں کو سوال کرنے کا موقع فراہم کرنا اور سبق میں تمام بچوں کی شرکت کو ممکن بنانا اہم ہے۔
* درسی کتاب کی کہانیوں کی تدریس کے وقت کہانی کا کچھ حصہ اس طرح بیان کیا جائے کہ باقی حصہ بچے اپنے طور پر سمجھنے کی کوشش کریں۔ اس مقصد کو حاصل کرنے اور ان میں دلچسپی پیدا کرنے کے لیے ان سے کہانی کا مطالعہ کروایا جائے۔
* اساتذہ بچوں کو ایسا موقع فراہم کریں کہ وہ اسباق کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔ ان کے اظہارِ خیال کو رد نہ کیا جائے، نیز ان کی بیان کی ہوئی خوبیوں اور خامیوں کا صبر و تحمل کے ساتھ تجزیہ کریں۔ مختلف زاویوں سے بچوں کو سوچنے کا موقع دیں مثلاً سبق میں بیان کردہ حالات میں اگر وہ ہوتے تو کیا کرتے؟
* تدریسی و اکتسابی سرگرمیوں کے بعد مشقوں کا اہتمام حسبِ ذیل طریقے پر کرنا مناسب ہے:

i. ایک جملے والے جواب پورے جملے میں بولے اور لکھوائے جائیں۔ اسی طرح دیگر سوالوں کے جواب بھی پورے جملوں میں

لکھوائیں۔

.ii پہلی بار مشقوں کے لیے الگ الگ عنوانات کے تحت ذیلی سرخیاں قائم کی گئی ہیں جن کا مقصد بچوں کی ذہنی صلاحیتوں کو فروغ دے کر ان کے لسانی اور جمالیاتی ذوق کو پروان چڑھانا ہے۔ ان کے علاوہ ذیلی سرخیوں کا مقصد متعلقہ مشقوں کی وضاحت بھی ہے۔

.iii مشق کا اہتمام اجتماعی سرگرمی کے طور پر کیا جائے۔

.iv اجتماعی بحث کے بعد مشقیں انفرادی طور پر حل کروائیں۔

.v سوالوں کے جوابات تمام بچوں سے اخذ کیے جائیں، غلطیوں کی تصحیح کو انفرادی طور پر لکھوائیں۔

.vi تعلیمی سرگرمیوں/منصوبوں کے بارے میں بچوں کو آگاہ کریں اور عملی طور پر گروپ میں ان کی تکمیل کروائیں۔ مشقوں میں ''تلاش وجستجو'' اور ''خود آموزی'' کے تحت سرگرمیاں ہی شامل کی گئی ہیں۔ اس بات کو ذہن نشین رکھ کر منصوبوں اور سرگرمیوں کے لیے مدرسے کی لائبریری کا زیادہ سے زیادہ استعمال کیا جائے۔ ان منصوبوں کی نمائش کا اہتمام ضروری ہے۔ منصوبوں کو مدرسے کی لائبریری میں محفوظ رکھیں۔

.vii 'آیئے زبان سیکھیں' کے تحت قواعد کے بعض تصورات کو آسان تر زبان میں سمجھایا گیا ہے۔ ان پر دی گئی مشقیں حل کرنے سے قبل بچوں کو سمجھانے کے لیے زیادہ سے زیادہ مثالیں دیں۔ اس کے بعد طلبہ کو اس بات کی ترغیب دی جائے کہ وہ انفرادی طور پر زبان کے ایسے ہی دوسرے جملے بنا سکیں۔

* اساتذہ مختلف تعلیمی، علمی، سیاحتی، سائنسی، معلوماتی وغیرہ اردو/ انگریزی ویب سائٹس کے بارے میں طلبہ کو معلومات فراہم کرتے رہیں۔ انگریزی/ مراٹھی کے دو تین آسان اقوال کا اُردو میں ترجمہ کروائیں۔ اقدار کی تعلیم کے تحت اسباق کی مناسبت سے اقدار کی نشاندہی کریں۔

* بعض اسباق کے اختتام پر 'کیا ہم یہ کر سکتے ہیں؟' عنوان کے تحت جانچ کے لیے سوالات دیے ہوئے ہیں۔ یہ سوالات بچوں کے لیے ہیں تاکہ وہ اپنی صلاحیتوں کا اندازہ لگا سکیں اور انھیں اپنے لفظوں میں واضح کر سکیں۔ اس کے بعد جس مطلوبہ تعلیمی استعداد میں بچے زیادہ کمزور ہوں، اسے دور کر کے مطلوبہ معیار تک لانے کی کوشش کی جائے۔

* جس سبق کی تدریس کی جا رہی ہو، اس کی مناسبت سے درج ذیل تعلیمی قدروں پر مباحثہ کروائیں مثلاً انسانی و اخلاقی اقدار، تہذیب و تمدن، وطن دوستی، مساوات، انسانیت، سائنسی نقطۂ نظر، ماحول کا تحفظ، خصوصی توجہ کے مستحق بچوں سے ہمدردی وغیرہ کے لیے طلبہ کے برتاؤ میں تبدیلی کی کوشش کریں۔

* مسلسل اور ہمہ جہت جانچ کے تحت استعداد کے مطابق بچوں کی ترقی درج کرتے رہیں۔ اکتوبر اور اپریل کے مہینوں میں میقاتی جانچ منعقد کریں۔

* بچوں سے روزانہ ڈائری لکھوائیں، اس کے لیے ان کے پاس ایک بیاض ہونی چاہیے۔ مطالعہ کی گئی کتابوں، سنے ہوئے اسباق، تعلیمی سرگرمیوں اور منصوبوں وغیرہ کی بنیاد پر ڈائری لکھنے کا بچوں کو پابند بنائیں۔ ان کو اپنے خیالات واحساسات کا اظہار تحریری طور پر کرنے کی خصوصی ترغیب دیں۔ حسب موقع طلبہ کو مختلف موضوعات دے کر فی البدیہہ تقریر کے مواقع بھی فراہم کریں۔

چھٹی جماعت کی درسی کتاب کا خاکہ

چھٹی جماعت کے لیے اُردو زبان کے نصاب اور صلاحیتوں کی بنیاد پر یہ درسی کتاب تیار کی گئی ہے۔ اس میں زبان کی بنیادی صلاحیتوں اور ماحول سے متعلق عوامل کی تعلیم کے لیے زبان و ادب سے نثری اور منظوم اصناف شامل کی گئی ہیں۔ ان اصناف میں کہانیاں، مضامین، نظمیں اور ڈراما وغیرہ شامل ہیں جن کی لسانی تدریس میں بعض ایسے موضوعات کا خیال رکھا گیا ہے جو قومی، تہذیبی، انسانی اور تعلیمی مقاصد کی تکمیل کرنے والے ہیں۔ ان موضوعات میں انسانی سماجی زندگی کی بہت سی اقدار کا احاطہ بھی کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ طلبہ کی زندگی کے بعض عملی، طبعی اور ذہنی عوامل کی تشکیل و ترقی بھی اس نصاب کا خاص مقصد ہے۔ اسباق کی تدریس سے پہلے نصاب کا بغور مطالعہ کر لینا ضروری ہے تا کہ مقصد اور حاصلِ مقصد میں مطابقت ہو سکے۔

درسی کتاب کی نثری و منظوم مشمولات میں زبان دانی کے ساتھ درج ذیل موضوعات کا بھی احاطہ کیا گیا ہے۔

۱۔ گاؤں کی زندگی

۲۔ سماجی اور اخلاقی قدروں کا فروغ

۳۔ حب الوطنی کے جذبے کو پروان چڑھانا اور قومی شخصیات کی معلومات

۴۔ موسمیات اور ماحولیات

۵۔ تفریح اور سائنسی معلومات

۶۔ عزم اور خود اعتمادی کی ترغیب

۷۔ طنز و مزاح

درج بالا موضوعات کے ذریعہ ایمانداری، سچائی، تعاون، عزت، معذوروں کے ساتھ برابری کا سلوک، مساواتِ مرد و زن، وقت کی پابندی، بھائی چارہ اور ہمدردی وغیرہ اقدار کی تعلیم بھی دی جا سکے گی۔

قدر پیمائی:

۱۔ درسی کتاب میں طلبہ کی صلاحیتوں کی جانچ کے لیے زبانی، تحریری اور تفویضی طریقے استعمال کیے جائیں۔

۲۔ طلبہ کی معلومات اور صلاحیتوں میں اضافے کے لیے مستقل جانچ پر زور دیا جائے۔

۳۔ کمزور طلبہ کی قدر پیمائی کے لیے معالجاتی طریقے اپنائے جائیں۔

۴۔ قدر پیمائی میں والدین اور سرپرستوں کی شرکت کو ضروری قرار دیا جائے تا کہ ان کے ذریعے کی گئی جانچ کے نتائج کو استاد اپنے اندراجات کا حصہ بنا سکے۔

۵۔ قدر پیمائی کے روایتی طریقوں کے ساتھ ہی ان میں تنوع کا بھی خیال رکھا جائے۔

صلاحیتوں کا تعین - جماعت ششم (اُردو زبان)

چھٹی جماعت کے اختتام پر طلبہ میں درج ذیل صلاحیتوں کا فروغ متوقع ہے۔

۱	۲	۳	۴	۵	۶
نمبر شمار	تدریسی اکائیاں	ذیلی اکائیاں	توسیع وتعمیر	آموزش کا حاصل/ استعداد	قدر پیائی
۱۔	سننا	خبریں، کہانی، گیت/نظم، تقریر وغیرہ سننا	i. ریڈیو، ٹی وی پر کچھ وقت تک منتخب خبروں/گیتوں/نظموں کو سننا۔ ii. سنے ہوئے مواد کو سمجھنا۔ iii. دی ہوئی ہدایات کو سن کر عمل کرنا۔ iv. خبروں/گیتوں کے علاوہ دوسرے سمعی مواد کو سننے کا شوق پیدا ہونا۔	i. الفاظ کے صحیح تلفظ کی شناخت۔ ii. محاوروں اور جملوں کے معنی کی تفہیم۔ iii. نظموں اور کہانیوں سے لطف اندوزی۔	مشکل الفاظ کے صحیح تلفظ کی جانچ
۲۔	بولنا	I. ہم جماعت ساتھیوں کے ساتھ گفتگو۔ II. دیے ہوئے عنوان پر دس جملوں میں اظہارِ خیال۔ III. ڈرامے کے مکالموں کی ادائیگی۔	i. سیر وتفریح کا حال بیان کرنا۔ ii. سنی ہوئی خبر پر تبصرہ۔ iii. صحیح زبان کا استعمال کرتے ہوئے اپنے سے چھوٹی عمر والوں کو ہدایات دینا۔ iv. مختلف جذبات اور احساسات کا اظہار کرنے والے مکالمے ادا کرنا۔	i. مربوط اظہارِ خیال۔ ii. مختلف ماحول میں زبان کا مناسب استعمال۔	تقریری مقابلوں کے ذریعے بولنے کی صلاحیت کی جانچ۔
۳۔	پڑھنا	i. اخبارات، سائن بورڈ، درسی اور غیر درسی تحریریں وغیرہ پڑھنا۔ ii. متعینہ وقت میں زیادہ سے زیادہ عبارتیں پڑھ لینا۔ iii. ذخیرۂ الفاظ کو تقریباً ۴۰۰۰ الفاظ کی تعداد تک پہنچانا۔ iv. چھپی/لکھی ہوئی تحریر کا روانی کے ساتھ خاموش مطالعہ۔ v. درسی اور غیر درسی متن کی بلند خوانی۔	i. اخباروں اور کتابوں وغیرہ کے متن کو سمجھنا۔ تحریر کے فقروں اور جملوں کے معنوی ربط کو سمجھنا۔ پڑھی گئی تحریروں میں بیان کردہ شخصیتوں کے کردار اور حالات سے آگاہی۔ ii. تحریر کو صحیح طور پر پڑھتے ہوئے اور سمجھتے ہوئے پڑھنے کی رفتار کو بڑھانا۔ iii. درسی اور غیر درسی تحریروں میں آنے والے مشکل اور نئے لفظوں کے معانی لغت کی مدد سے معلوم کرنا۔ iv. کہانیوں کی مختلف کتابوں اور دیگر مضامین کی کتابوں کا خاموش مطالعہ۔ v. پڑھتے وقت لہجے کے اُتار چڑھاؤ کا خیال رکھنا۔ الفاظ کا صحیح تلفظ۔	i. عبارت کے ربط اور مفہوم سے آگاہی۔ ii. پڑھنے کی رفتار میں اضافہ۔ iii. لغت کے استعمال سے واقفیت۔ iv. ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ۔ v. پڑھتے وقت تحریر سے ظاہر ہونے والے جذبات اور احساسات کا خیال رکھنا۔	i. تلفظ اور اوقاف کی جانچ۔ ii. دیے گئے وقت میں عبارت خوانی۔ iii. استعمال کی ہوئی لغت کا نام پوچھنا۔ iv. درسی کتاب کے مشکل لفظوں کے معانی پوچھنا۔ v. بہ آواز بلند عبارت خوانی۔

۱	۲	۳	۴	۵	۶
نمبر شمار	تدریسی اکائیاں	ذیلی اکائیاں	توسیع وتعمیر	آموزش کا حاصل/ استعداد	قدر پیمائی
۴۔	لکھنا	i. نقل نویسی ii. املا نویسی iii. سوالوں کے جواب لکھنا iv. ازخود لکھنا	i. دی گئی عبارت کو صحیح املا میں نقل کرنا۔ ii. سنی ہوئی عبارت کو صحیح ڈھنگ سے لکھنا۔ مشکل لفظوں کو بار بار لکھنا۔ iii. درسی کتاب کے مشقی سوالوں کے جواب لکھنا۔ iv. دیے گئے عنوان پر مضمون، رشتہ داروں کے نام خط، روز نامچہ، سیر وتفریح کا حال تحریر کرنا۔	i. صحیح املا کی پہچان۔ ii. یکساں املا اور تلفّظ کے معنوی فرق سے آگاہی۔ iii. تحریری اظہارِ خیال کی قابلیت۔	i. مشقی سوالات کے جوابوں کی جانچ ii. املا نویسی۔ iii. مختلف عنوانات پر تحریری اظہارِ خیال۔
۵۔	قواعد	i. اعادہ ii. حروفِ صحیح/ حروفِ علّت iii. اسم اور اس کی قسمیں iv. ضمیر اور اس کی قسمیں v. نونِ غنہ/ نونِ وصلی vi. صفت کی قسمیں vii. ہائے مختفی viii. مرکب الفاظ	i. اسمِ عام/ اسمِ خاص۔ ii. حروفِ صحیح اور حروفِ علّت کی پہچان۔ iii. اسمِ کیفیت، اسمِ جمع، اسمِ عددی، اسمِ مادّہ۔ iv. ضمیرِ استفہام، ضمیرِ موصولہ۔ v. عددی/ مقداری۔ vi. نونِ غنہ اور نونِ وصلی کے تلفظ کا فرق۔ vii. لفظ کے آخر میں آنے والی ہ کا املا اور تلفّظ۔ viii. دو اسموں سے بننے والے مرکب الفاظ۔	i. حروف کی آوازوں کا فرق پہچاننا۔ ii. اسم اور ضمیر کی مختلف قسموں کو پہچاننا۔ iii. عددی اور مقداری صفت کا فرق جاننا۔ iv. نئے مرکب الفاظ بنانا۔	i. مختلف آوازوں کے تلفظ کے فرق کی جانچ۔ ii. دیے گئے جملوں میں سے اسم، ضمیر اور صفت کو الگ کرنے کی جانچ۔
۶۔	مطالعے کی صلاحیت	چھپی ہوئی اور لکھی ہوئی تحریروں کو پڑھنا اور ان کے مفہوم کو سمجھنا۔ لغت کے استعمال کی صلاحیت سے مطالعے کی رفتار میں مسلسل اضافہ۔ مختلف مضامین کی درسی کتابوں کو ان کے سیاق وسباق کے مطابق سمجھ کر پڑھنا۔ لغت کی مدد سے نئے لفظوں اور اصطلاحوں کے معانی کو ان کے استعمال کے تناظر میں سمجھنے کی استعداد بڑھنا۔			’’اکائی ۳ پڑھنا‘‘ کے مطابق۔
۷۔	تخلیقی اظہار	کسی مسئلے/ موضوع پر حسبِ ضرورت اظہارِ خیال کرنا۔ نئے لفظوں کے استعمال اور مربوط اظہارِ خیال کی صلاحیت میں اضافہ۔ ازخود مضمون، کہانی یا تین چار مصرع لکھنا۔ انگریزی/ مراٹھی کے دو تین آسان جملوں کا اُردو میں ترجمہ کرنا۔ فی البدیہہ تقریر، وغیرہ۔		مادری زبان کے علاوہ دوسری زبانوں کی صلاحیت۔	غیر زبانوں کے متن کو پڑھنا، لکھنا اور سمجھنا۔

نوٹ: ۳۵ رمنٹ کا ایک پیریڈ۔ زباندانی کے لیے ہفتے میں سات پیریڈ ہوں گے۔ کام کے دن ۱۸۰ سے کم نہ ہوں۔

فہرست

نمبر شمار	اسباق	صنف	موضوعات	شاعر/مصنّف	ماہانہ تقسیم	صفحہ نمبر
	پہلی اکائی					
۱۔	مناجات	نظم	دعا	خواجہ لطیف احمد جریحؔ	جون	۱
۲۔	حضرت عمر فاروقؓ	سوانح	اخلاق وسیرت	شرف الدین ساحلؔ	جولائی	۴
۳۔	سؤرج کے فائدے	نظم	ماحولیات	محمد حسین آزادؔ	جولائی	۸
۴۔	کھدّر کا کفن	کہانی	تحریکِ آزادی	خواجہ احمد عباس	جولائی	۱۱
۵۔	مری پیاری چڑیو	نظم	حیوانات سے محبت	جوشؔ ملیح آبادی	اگست	۱۶
۶۔	لو، آ گئی برسات	مضمون	طنز و مزاح	مجتبیٰ حسین	اگست	۱۸
	دوسری اکائی					
۷۔	اے ماؤ، بہنو، بیٹیو!	نظم	سماجی شعور	الطاف حسین حالیؔ	اگست	۲۳
۸۔	ڈاکٹر ذاکر حسین	سوانح	قومی شخصیت	اِدارہ	ستمبر	۲۶
۹۔	کتاب	نظم	علم کی اہمیت	جمالؔ ناصر	اکتوبر	۳۱
۱۰۔	گھڑی	مضمون	معلومات	آصف فرخی	نومبر	۳۴
۱۱۔	گرمی	نظم	موسمیات	علّامہ محویؔ صدیقی	نومبر	۳۹
۱۲۔	جادوگروں کا الیکشن	کہانی	طنز و مزاح	کرشن چندر	دسمبر	۴۲
	تیسری اکائی					
۱۳۔	ہونہار بیٹا	نظم	اخلاقی رشتے	اکبرؔ الٰہ آبادی	دسمبر	۴۸
۱۴۔	اوٹی کی سیر	سفرنامہ	سیاحت	اِدارہ	دسمبر	۵۰
۱۵۔	یہ سنسار ہمارا ہے	نظم	محنت کی عظمت	مسعود اختر جمالؔ	دسمبر	۵۵
۱۶۔	انصاف	ڈراما	قومی یکجہتی، عدل وانصاف	خلیل الرحمٰن قمر	جنوری	۵۷
۱۷۔	ایک بوند کی ہمّت	نظم	حوصلہ مندی	ڈاکٹر محمد اقبالؔ	جنوری	۶۲
۱۸۔	اعتبار	کہانی	قومی یکجہتی، اخلاقیات	پنڈت سدرشن	جنوری	۶۶
	چوتھی اکائی					
۱۹۔	شبنم	نظم	قدرتی منظر	روشؔ صدیقی	جنوری	۷۱
۲۰۔	ہیلن کیلر	سوانح	عزم وخوداعتمادی	اِدارہ	فروری	۷۴
۲۱۔	چچا چھکّن نے تیمارداری کی	مضمون	مزاح	امتیاز علی تاجؔ	فروری	۷۸
۲۲۔	مرزا غالبؔ کے خطوط	مکتوب نگاری	انشا	اسد اللہ خاں غالبؔ	فروری	۸۴
۲۳۔	ہندوستاں ہمارا	نظم	حُبّ الوطن	حفیظؔ جالندھری	مارچ	۸۹
۲۴۔	بند دروازے	کہانی	آزادی کی اہمیت	واجدہ تبسّم	مارچ	۹۲
۲۵۔	ہندوستانی خلاباز خاتون	مہم جوئی	خلائی سفر	اِدارہ	مارچ	۹۸

۱ مُناجات

خواجہ لطیف احمد جریؔح

پہلی بات

حمد، مناجات اور دعا کی شاعری کا تعلق اللہ اور اس کے بندوں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان رکھنے والے اسی کو اپنا پروردگار مانتے اور اسی کے سامنے اپنی حاجتوں کو پیش کرتے ہیں۔ اللہ نے بندوں سے خود کہا ہے کہ تم مجھے پکارو، میں تمھاری دعاؤں کو سنتا ہوں۔ دعا ایک عبادت ہے اور بندے کا حق بھی کہ ضرورت اور مصیبت میں بندہ اللہ سے مدد مانگے۔ دعا مانگنے کا ایک سلیقہ ہے۔ اس میں بندہ اللہ کے حضور اپنی عاجزی اور بے بسی کو بیان کرتے ہوئے اور اپنی ضرورت منوانے کے لیے وہ اللہ کی تعریف و توصیف کرتا ہے، جو اللہ کا حق ہے۔
ذیل کی مناجاتی نظم میں شاعر نے بندے اور اللہ کے رشتے کو اسی سلیقے سے پیش کیا ہے۔

جان پہچان

اس مناجات کو خواجہ لطیف احمد جریؔح نے لکھا ہے۔ وہ ۱۵ر ستمبر ۱۸۸۵ء کو پانی پت میں پیدا ہوئے۔ پٹیالہ میں انھوں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ پھر روزگار کی تلاش میں وہ مہاراشٹر کے شہر امراوتی آئے اور محمڈن اُردو ہائی اسکول میں ملازمت کرنے لگے۔ ان کی تعلیمی خدمات کی وجہ سے انھیں برار کا سرسیّد کہا جاتا ہے۔ ان کی نصابی اور تدریسی کتابیں کافی مشہور ہوئیں۔ خواجہ لطیف احمد جریؔح کا انتقال امراوتی میں ۱۹۴۱ء میں ہوا۔

پروردگارِ عالم ، سب سے بزرگ و برتر
دونوں جہاں میں تیرا کوئی نہیں ہے ہم سَر

حاجت روا ہے تو ہی ، ربِّ کریم سب کا
کمزور یا قوی ہوں ، سب کو ترا سہارا

ہر ذرّے پر رواں ہے دنیا میں حکم تیرا
بندے سبھی ہیں تیرے ، اعلیٰ ہوں یا کہ ادنیٰ

دے جس کو چاہے عزّت، دے جس کو چاہے ذِلّت
اَرذل کو کردے افضل ، تیرا ہی دستِ قدرت

کمزور کو توانا تُو چاہے تو بنادے
مُردے کو ایک دَم میں تُو چاہے تو جِلا دے

مایوسیوں کو دل سے تُو ہی مٹانے والا
ٹُوٹے ہوئے دلوں کی ڈھارس بندھانے والا

اُفتادہ کو اُٹھاکر تُو نے کھڑا کیا ہے
پژمُردہ کھیتیوں کو تُو نے ہرا کیا ہے

گرداب میں سے کشتی تُو نے نکال دی ہے
آفت نہ ٹل سکے جو ، وہ تو نے ٹال دی ہے

نکبت کو دُور کردے ، ربِّ عُلیٰ ہماری
عظمت جو کھو چکے ہیں پھر دے ، جنابِ باری

فضل و کرم ہے تیرا دنیا میں عام سب پر
تو مجھ غریب پر بھی اک لطف کی نظر کر

خلاصۂ کلام

اس نظم میں شاعر پہلے اللہ تعالیٰ کی بہت سی صفات اور خوبیاں بیان کرتا ہے۔ پھر انھیں کے حوالے سے کہتا ہے کہ اے اللہ! جس طرح تو اپنے بندوں کو مصیبتوں سے نکالتا اور ان پر اپنا فضل و کرم کرتا ہے اسی طرح میری بھی مناجات کو سن اور میری دعا قبول فرما۔

شاعر اللہ سے مزید یہ کہتا ہے کہ تو کمزور کو توانا بناتا ہے اور مردے کو زندگی عطا کرتا ہے۔ مایوسیوں سے نکال کر اُمید دِلاتا ہے۔ فصلوں کو ہرا بھرا کرتا ہے۔ شاعر یہاں اللہ تعالیٰ سے یہ بھی التجا کرتا ہے کہ اے اللہ! تو ہمیں ذلّت سے نکال اور ہمارا شاندار ماضی لوٹا دے۔ اے اللہ! تو بے انتہا رحم کرنے والا ہے کہ بندے کی مناجات سن کر اس کی دعا ضرور قبول کرتا ہے۔

معنی و اشارات

مُناجات	-	ایسے کلمات جن میں انسان اپنی تکلیفیں بیان کر کے انھیں دور کرنے کی اللہ سے دعا مانگتا ہے
پروردگارِ عالم	-	دنیا کو پالنے والا، مراد اللہ تعالیٰ
ہم سر	-	برابری والا
حاجت روا	-	ضرورتیں پوری کرنے والا، مراد اللہ تعالیٰ
ربِّ کریم	-	کرم کرنے والا رب
اَرذل	-	ذلیل، کم درجے کا
دستِ قدرت	-	طاقت رکھنے والا ہاتھ، مراد اللہ تعالیٰ کی قدرت

جِلانا	-	زندہ کرنا
اُفتادہ	-	گرا ہوا، مصیبت کا مارا
پژمردہ	-	مرجھایا ہوا
گرداب	-	بھنور
نکبت	-	مفلسی، ذلّت
ربِّ عُلیٰ	-	اعلیٰ رب
جنابِ باری	-	مراد اللہ تعالیٰ

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے:

۱۔ اس نظم 'مناجات' کے شاعر کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

۲۔ پہلے شعر میں شاعر نے اللہ کی کون سی خوبیاں بیان کی ہیں؟

۳۔ اللہ کن لوگوں کا سہارا ہے؟

۴۔ اللہ کا حکم کہاں کہاں چلتا ہے؟

۵۔ اللہ کا دستِ قدرت کیا کر سکتا ہے؟

۶۔ مُردے کو جِلانا سے کیا مراد ہے؟ نظم میں ایسا ہی ایک مصرع اور ہے، اسے تلاش کر کے سنائیے۔

تلاش و جستجو

ذیل میں دیے ہوئے الفاظ کے ہم معنی الفاظ لفظ **گرداب** میں ڈھونڈیے۔

۱۔	خدا	....	(دوحرفی)
۲۔	دھول	....	(تین حرفی)
۳۔	دوسرا	....	(تین حرفی)
۴۔	اِس وقت	....	(دوحرفی)

وسعت میرے بیان کی

نظم سے ایسے مصرعے لکھیے جن میں ذیل کا مفہوم ہو:

۱۔ غریب امیر سبھی تیرے بندے ہیں۔

۲۔ تو سبھی کی ضرورتیں پوری کرتا ہے۔

۳۔ تو ٹوٹے ہوئے دلوں کی ہمت بندھاتا ہے۔

۴۔ تو پوری دنیا پر مہربان ہے۔

کیا ہم یہ کر سکتے ہیں؟

۱۔	میں مناجات کے کوئی چار اشعار سنا سکتا/سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
۲۔	میں مناجات کے دو اشعار کی تشریح کر سکتا/سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں
۳۔	میں اللہ تعالیٰ کے کچھ نام بتا سکتا/سکتی ہوں۔	ہاں / نہیں

سرگرمی/منصوبہ:

۱۔ اپنے استاد/سرپرست سے معلوم کیجیے کہ گرداب کیسے بنتے ہیں۔

۲۔ اپنے استاد/سرپرست سے معلوم کیجیے کہ 'کھوئی ہوئی عظمت' سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

۲ حضرت عمر فاروقؓ

ڈاکٹر محمد شرف الدین ساحلؔ

پہلی بات

پانچویں جماعت میں آپ مسلمانوں کے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی زندگی کے کچھ حالات سے واقف ہو چکے ہیں۔ آپ لفظ 'خلیفہ' کے معنی بھی جانتے ہیں۔ اسلام کے ابتدائی زمانے میں جب مسلمانوں کی تعداد بڑھ رہی تھی اور اسلام ملک عرب سے نکل کر ایران، مصر اور اسپین جیسے دور دراز ملکوں میں پھیل چکا تھا، ایسے حالات میں اسلامی حکومت کو مسلمانوں کے قبضے والے تمام علاقوں میں سنبھالے رکھنا بہت ضرؤری تھا۔ حکومت کا یہ نظام حضرت محمدؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ سے قائم ہوا۔ اسلامی حکومت کے اس نظام کو خلافت کہتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے صرف ڈھائی سال خلافت کی۔ ان کے بعد حضرت عمر فاروقؓ کو خلیفہ بنایا گیا۔ یہاں ان کے اخلاق و عادات اور زندگی کے کچھ واقعات بتائے جا رہے ہیں۔

جان پہچان

اس سبق کے مصنف ڈاکٹر محمد شرف الدین ساحلؔ ۲ ر اگست ۱۹۴۹ء کو ناگپور میں پیدا ہوئے۔ اُردو، فارسی اور عربی میں انھوں نے ایم.اے. کرنے کے بعد دومرتبہ پی.ایچ.ڈی. کی ڈگریاں حاصل کیں۔ مختلف تعلیمی اداروں میں انھوں نے تدریس کی۔ تحقیق، تنقید، شاعری جیسی اصناف اور زبان وادب کی تاریخ میں بھی انھوں نے بہت کام کیا ہے۔ ان موضوعات پر ان کی متعدد تصانیف شائع ہو چکی ہیں جنھیں کئی اعزازات بھی ملے ہیں۔ 'تازگی' بچوں کے لیے لکھی گئی ان کی نظموں کا مجموعہ ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ تھے۔ ان کے والد کا نام خطّاب تھا۔ حضرت عمرؓ ۵۸۳ء میں مکّے میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے پہلوانی اور شہسواری کے فنون میں مہارت حاصل کی اور پڑھنا لکھنا بھی سیکھا۔ حضرت عمرؓ تجارت کرتے تھے۔ تجارت کے سلسلے میں انھوں نے دؤر دراز کے سفر کیے اور دولت کمانے کے علاوہ علم اور تجربہ بھی حاصل کیا۔

حضرت عمرؓ کا شمار عرب کے سرداروں میں ہوتا تھا۔ شروع میں عرب کے دوسرے سرداروں کی طرح انھوں نے بھی اسلام کی دعوت کو قبول نہیں کیا بلکہ اس کی شدید مخالفت کی لیکن اللہ نے حضرت عمرؓ کے دِل کو پھیر دیا۔ چنانچہ حضرت محمدؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر انھوں نے اسلام قبول کرلیا۔ جب دشمنوں کا ظلم و ستم حد سے بڑھ گیا تو اللہ کے رسولؐ نے ہجرت کا حکم دیا۔ حضرت عمرؓ نے عَلانیہ مکّے سے مدینہ ہجرت کی۔

حضرت عمر فاروقؓ نے مدینے میں بھی حضرت محمدؐ کا ہر موقع پر ساتھ دیا اور اسلام کی حفاظت کے لیے تن من دھن کی بازی لگا دی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے۔

حضرت عمرؓ کی خلافت کی مدت دس برس، چھے مہینے اور چار دن ہے۔ ان کی خلافت کے دَور میں اسلامی حکومت بہت وسیع ہو گئی تھی۔ اتنی بڑی حکومت کو سنبھالنے کے لیے انھوں نے ایک باقاعدہ نظام قائم کیا۔ مفتوحہ ملکوں کو صوبوں میں تقسیم کر کے ہر صوبے کے انتظام اور نگرانی کے لیے ایک عامل مقرّر کیا۔ بیتُ المال، عدالت، آبپاشی، فوج اور پولس کے محکمے قائم کیے۔ شہر آباد کروائے، نہریں کُھدوائیں، مہمان خانے تعمیر کروائے، فوجی چھاؤنیاں بنوائیں، جیل خانے بنوائے، مردم شماری کروائی اور مکاتب قائم کیے۔ حضرت عمرؓ کی ہدایت پر صلاح و مشورے کے بعد ہجرت کے واقعے کو بنیاد بنا کر ہجری کیلنڈر کی ابتدا کی گئی۔

حضرت عمرؓ کی خلافت میں اتنی آزادی تھی کہ عام لوگ بھی بے خوف ہوکر اُن سے گفتگو کرتے اور اپنی ضرورتیں بیان کرتے تھے۔ حاجت مندوں کے لیے ان کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ حضرت عمرؓ کا معمول تھا کہ مجاہدین کے گھروں پر جا کر خیریت معلوم کرتے، عورتوں کو بازار سے سودا سلف منگوانا ہوتا تو لا دیتے، میدانِ جنگ سے اُن کے نام خطوط آتے تو خود گھر گھر جا کر اُنھیں پہنچاتے اور اُن کو جواب بھجوانا ہوتا تو خود لکھ دیتے۔ وہ نابینا، بیمار اور معذور لوگوں کے گھروں پر جا کر اُن کے کام کر دیتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے۔ انھوں نے دیکھا کہ ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا ہے۔ حضرت عمرؓ اس کے پاس گئے اور آہستہ سے کہا کہ داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔ اس شخص نے رنجیدہ ہوکر کہا کہ ایک جنگ میں میرا دایاں ہاتھ جاتا رہا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ کا دِل بھر آیا۔ وہ اس کے برابر بیٹھ گئے اور کہنے لگے "افسوس! تم کو وضو کون کراتا ہوگا، تمھارا سر کون دھلاتا ہوگا، کپڑے کون پہناتا ہوگا؟" پھر حضرت عمرؓ نے اس معذور شخص کے لیے ایک نوکر مقرر کر دیا اور معذور شخص کو تمام ضرورری چیزیں مہیا کر دیں۔ انھوں نے نوکر کو ہدایت دی کہ تم اس شخص کی تمام ضرورتوں کا خیال رکھنا۔ اسے کسی طرح کی تکلیف نہ ہونے پائے۔

حضرت عمرؓ راتوں کو گشت کر کے لوگوں کا حال چال معلوم کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ گشت کرتے ہوئے مدینے سے تین میل دؤر پہنچے۔ دیکھا کہ ایک عورت کچھ پکا رہی ہے اور دو تین بچے بلک بلک کر رو رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے سبب پوچھا تو عورت نے بتایا "اِن کو کئی وقت سے کھانا نہیں ملا ہے، انھیں بہلانے کے لیے میں نے پانی میں کنکر ڈال کر ہانڈی چؤلھے پر چڑھا دی ہے۔"

حضرت عمرؓ فوراً مدینہ آئے۔ بیت المال سے کھانے پکانے کی چیزیں لیں اور اپنے غلام اسلم سے کہا، "اسے میری پیٹھ پر رکھ دو۔"

اسلم نے کہا، "یہ سامان میں لیے چلتا ہوں۔"

حضرت عمرؓ نے فرمایا، "کیا قیامت میں بھی میرا بوجھ تم اُٹھاؤ گے؟" چنانچہ خود ہی سب سامان لے کر پہنچے۔ اب اس عورت نے پکانے کی تیاری کی۔ حضرت عمرؓ نے خود چؤلھا پھونکا۔ کھانا تیار ہوا تو بچوں نے سیر ہوکر کھایا اور اُچھلنے کؤدنے لگے۔ حضرت عمرؓ دیکھتے تھے اور خوش ہوتے تھے۔ عورت کہنے لگی، "خلیفہ تو تمھیں ہونا چاہیے تھا، نہ کہ عمر کو۔"

حضرت عمرؓ آبدیدہ ہوکر بولے "اللہ میری غفلت کو معاف فرمائے۔ میں ہی عمر ہوں۔ تم بھی میری غفلت کو معاف کر دو کہ میں اتنے دن تمھاری حالت سے بے خبر رہا۔"

ایک مرتبہ تاجروں کا ایک قافلہ مسجدِ نبوی کے باہر آ کر رُکا۔ رات کو امیر المومنینؓ نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو ساتھ لیا اور کہا "آؤ، آج رات ان تاجروں کے مال کی حفاظت کے لیے پہرہ دیں۔" چنانچہ دونوں جلیل القدر صحابہؓ نے رات بھر تاجروں کے مال کی حفاظت کی۔ تاجروں کو علم بھی نہ ہوا کہ امیر المومنینؓ خود ان کے مالِ تجارت کی نگرانی کر رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ چاہتے تو اپنے سپاہیوں کو بھی حکم دے سکتے تھے مگر انھوں نے ایسا نہ کر کے دنیا کے حکمرانوں کے لیے ایک مثال قائم کر دی۔

حضرت عمرؓ بیت المال کی نگرانی بڑی دیانت داری سے کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کچھ لوگ ان سے ملنے آئے تو دیکھا کہ وہ دیوانہ وار اِدھر اُدھر دوڑ رہے ہیں۔ آنے والوں کو دؤر ہی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا "تم بھی میرا ساتھ دو۔ بیت المال کا ایک اونٹ بھاگ گیا ہے۔ تم تو جانتے ہی ہو کہ اس میں غریبوں کا حصہ ہے۔"

ایک شخص نے کہا، "امیر المومنین! آپ کیوں تکلیف اُٹھاتے ہیں؟ کسی غلام کو حکم دیجیے وہ ڈھونڈ لائے گا۔"

فرمایا، "مجھ سے بڑھ کر غلام کون ہوسکتا ہے!"

حضرت عمرؓ سادگی پسند تھے۔ ایک صحابی حضرت اَنسؓ نے کہا ہے کہ اپنی خلافت کے زمانے میں بھی حضرت عمرؓ نہایت سادہ زندگی گزارتے تھے۔ ان کے لباس پر کئی پیوند لگے ہوئے ہوتے تھے۔ ایک دفعہ وہ لوگوں کے حالات جاننے اور ان کی ضرورٔیات معلوم کرنے کے لیے شام کے دَورے پر گئے۔ ان کا غلام سالم بھی ان کے ساتھ تھا۔ ان کی آمد کی خبر سن کر لوگ استقبال کے لیے جمع ہو گئے۔ جب وہ وہاں پہنچے تو کوئی پہچان نہ سکا کہ آنے والے دو مسافروں میں خلیفہ کون ہے۔ سالم نے جب اشارہ کیا تو لوگ انھیں پہچان سکے۔ لوگوں کو توقّع نہیں تھی کہ ان کے خلیفہ اِتنے سادہ لباس میں ہوں گے۔ وہ سمجھے ہوئے تھے کہ خلیفہ بادشاہ کی طرح سج دھج کر آئیں گے۔

ایک عظیم الشّان حکومت کا خلیفہ ہونے کے باوجود حضرت عمرؓ کی زندگی بے انتہا سادہ تھی۔ وہ معمولی سا لباس پہنتے، بہت ہی سادہ غذا استعمال کرتے اور مسجد کے کسی بھی گوشے میں مٹی کے فرش پر لیٹ جاتے تھے۔ وہ تقوٰی، پرہیزگاری، حق پرستی، راست گوئی اور عدل وانصاف کا پیکر اور اسلامی اخلاق کا بہترین نمونہ تھے۔

ایک مجوسی فیروز ابن لؤلؤ نے ۶۴۴ء میں حضرت عمرؓ پر خنجر سے اچانک حملہ کیا۔ زخم اتنا کاری تھا کہ وہ جانبر نہ ہو سکے۔ انھیں حضرت محمدؐ کے پہلو میں دفن ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

معنی واشارات

شہسواری	گھوڑے کی سواری
دل کو پھیر دینا	خیالات کو بدل دینا
علانیہ	ظاہر کرتے ہوئے
مفتوحہ	فتح کیا ہوا
مردم شماری	کسی علاقے میں رہنے والے افراد کی گنتی
مکاتب	مکتب کی جمع، مدرسے
رنجیدہ	اُداس
گشت کرنا	حالات معلوم کرنے کے لیے چکر لگانا
جاتا رہا	یہاں مراد ضائع ہو گیا
آبدیدہ ہونا	آنکھ میں آنسو بھر آنا
غفلت	بے خبری
جلیل القدر	معزّز، بڑے مرتبے والا
عظیم الشان	بڑی شان والا
تقویٰ	خدا کا خوف
پرہیزگاری	بُرائی سے بچنا
راست گوئی	سچ بولنا
پیکر	پُتلا
مجوسی	زرتشت کو ماننے والے جو آگ کی پوجا کرتے ہیں
کاری	گہرا، مہلک، کام تمام کرنے والا
جانبر نہ ہونا	زندہ نہ رہ پانا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے:

۱۔ مصنف نے بچوں کے لیے کون سی کتاب لکھی ہے؟

۲۔ مصنف نے ادب کی کن اصناف پر کام کیا ہے؟

۳۔ حضرت عمرؓ کے والد کا نام کیا تھا؟

۴۔ حضرت عمرؓ نے کن فنون میں مہارت حاصل کی؟

۵۔ حضرت عمرؓ کا پیشہ کیا تھا؟

۶۔ حضرت عمرؓ کی خلافت کتنے عرصے تک رہی؟

مختصر جواب لکھیے:

۱۔ حضرت عمرؓ کس کس طرح لوگوں کے کام آتے تھے؟

۲۔ معذور شخص کے لیے حضرت عمرؓ نے نوکر کیوں مقرر کیا؟

۳۔ حضرت عمرؓ کس طرح زندگی گزارتے تھے؟

تفصیل سے لکھیے کہ خلافت کا کام چلانے کے لیے حضرت عمرؓ نے کیا نظام قائم کیا؟

سبق میں سے دیکھ کر لکھیے:

حضرت عمرؓ کا معمول تھا کہ ......

درج ذیل جملے کس نے کس سے کہے:

۱۔ ”ایک جنگ میں میرا ہاتھ جاتا رہا۔“

۲۔ ”اسے میری پیٹھ پر رکھ دو۔“

۳۔ ”خلیفہ تو تمھیں ہونا چاہیے تھا۔“

۴۔ تم بھی میری غفلت کو معاف کر دو۔“

درج ذیل فقروں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

مہارت حاصل کرنا، حد سے بڑھ جانا، آبدیدہ ہونا، بے خبر رہنا، جانبر نہ ہونا

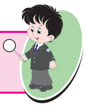

تلاش و جستجو

مندرجہ ذیل الفاظ پر غور کیجیے اور اسی طرح کے الفاظ سبق میں سے ڈھونڈ کر اپنی بیاض میں لکھیے:

امیرالمومنین ، جلیل القدر

آئیے، زبان سیکھیں

استاد مختلف اقسام کے جملے اعادے کے طور پر دے کر اسمِ عام، اسمِ خاص، فعل، فاعل، مفعول، صفتِ ذاتی، صفتِ عددی، صفتِ مقداری اور صفتِ نسبتی کی شناخت کروائے۔

۳

سؤرج کے فائدے

محمد حسین آزادؔ

پہلی بات

کسی گاؤں میں ایک بڑھیا رہتی تھی، بڑی کھوسٹ اور ضدی۔ اس کے پاس ایک مرغا تھا جو روز صبح بانگ دیتا؛ ککڑوں کوں، ککڑوں کوں۔ تھوڑی دیر بعد سورج طلوع ہوتا اور صبح ہو جاتی۔ بڑھیا سوچتی کہ سورج تو میرے مرغے کے بانگ دینے سے نکلتا ہے۔ اگر میں اس کو گاؤں سے باہر لے کر چلی جاؤں تو سورج کیسے نکلے گا؟ اُس نے گاؤں والوں سے کہا، ”میں اپنے مرغے کو لے کر جا رہی ہوں۔ جب یہ بانگ نہیں دے گا تو سورج نہیں نکلے گا۔ تب تم لوگ میری قدر کروگے۔“ بڑھیا مرغے کو لے کر پاس کی پہاڑی پر چلی گئی۔ رات گزر گئی اور صبح وقت پر سورج طلوع ہوا۔ بڑھیا منہ لٹکائے لوٹ آئی۔ گاؤں والے اُس کی سادگی پر ہنسنے لگے۔

سوچ کر بتائیے کہ مرغے کے بانگ دینے اور سورج کے طلوع ہونے میں کیا تعلق ہے؟

سورج کی روشنی انسانوں، حیوانوں اور نباتات کے لیے ضروری ہے۔ ذیل کی نظم میں بتایا گیا ہے کہ سورج سے ہمیں کیا کیا فائدے ہوتے ہیں۔

جان پہچان

مولانا محمد حسین آزادؔ ۱۰/جون ۱۸۳۰ء کو دلّی میں پیدا ہوئے۔ انھیں بچپن سے شاعری کا شوق تھا۔ اُن کے والد کا نام مولانا محمد باقر تھا جنھیں ۱۸۵۷ء میں بغاوت کے الزام میں انگریز حکومت نے شہید کر دیا۔ اُس واقعے کے بعد محمد حسین آزادؔ دلّی سے لکھنؤ اور پھر لاہور آ گئے۔ اُن کی قابلیت کو دیکھ کر اُنھیں گورنمنٹ کالج میں عربی اور فارسی کا پروفیسر مقرر کیا گیا۔ ’قصصِ ہند‘، ’آبِ حیات‘ اور ’دربارِ اکبری‘ اُن کی اہم کتابیں ہیں۔ ’آبِ حیات‘ اُن کی بہترین تصنیف مانی جاتی ہے جس میں اُردو زبان کے مشہور شعرا کے حالات اور کلام کے نمونے درج ہیں۔ محمد حسین آزادؔ نے ۲۲/جنوری ۱۹۱۰ء کو لاہور میں وفات پائی۔

نکل آیا سؤرج بڑی دیر کا
ذرا آنکھ کھولو ، بہت دِن چڑھا

نہ سو اب ، نہیں ہے یہ سونے کا وقت
اُٹھو ، ہے یہ منہ ہاتھ دھونے کا وقت

یہ سنتے ہی لڑکا ہوا اُٹھ کھڑا
وہیں ہاتھ منہ دھو کے حاضر ہوا

کہا باپ نے پھر بڑے پیار سے
سنو ، آج سؤرج کے تم فائدے

یہ دُنیا میں کرتا بہت کام ہے
بڑے ہم کو دیتا یہ آرام ہے

یہ نکلے تو دے دِن ہمیں کام کو
چُھپے جب تو دے رات آرام کو

یہ کرتا ہے چاروں طرف روشنی
نظر جس سے آتی ہیں چیزیں سبھی

اسی روشنی کا تو ہے نام دھوُپ
یہی دھوُپ رکھتی ہے دنیا میں روُپ

پڑا کرتی سردی ہے جب زور کی
تو یہ دھوُپ لگتی ہے کیسی بھلی

غریبوں کو سردی میں بھاتی ہے یہ
ٹھِٹھرنے سے ان کو بچاتی ہے یہ

پکائے اناجوں کی یہ کھیتیاں
جنھیں روز کھاتا ہے سارا جہاں

نہ ہو یہ تو پھر ہے کہاں زندگی
ہیں اس کی بدولت تو جیتے سبھی

خدا کی عنایت ہے ہم پر بڑی　　کہ سؤرج سی نعمت ہمیں اُس نے دی
کریں خوبیاں اس کی کیا ہم بیاں
خدا کی یہ قدرت کا ہے اک نشاں

خلاصۂ کلام

سورج صبح کے وقت مشرق سے نکلتا ہے اور شام کو مغرب میں غروب ہو جاتا ہے۔ صبح سے شام تک کے وقت کو دن کہتے ہیں اور شام سے صبح تک کا وقت رات کہلاتا ہے۔ دن کے وقت چاروں طرف روشنی پھیل جاتی ہے۔ یہ روشنی ہمیں سورج سے حاصل ہوتی ہے۔ اسی روشنی میں ہم اپنے روزانہ کے کام کرتے ہیں۔ سورج کی روشنی کو دھوپ بھی کہتے ہیں۔ سردی کے موسم میں یہ دھوپ بڑی بھلی لگتی ہے۔ اناج کے پکنے کے لیے دھوپ بہت ضروری ہے اور یہی اناج سارے انسانوں کی غذا ہے۔

معنی و اشارات

دن چڑھنا – دن نکلے ہوئے دیر ہو جانا
وہیں – فوراً
بھانا – پسند آنا

بدولت – کی وجہ سے
عنایت – مہربانی

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے:

۱۔ محمد حسین آزادؔ کی بہترین تصنیف کا نام لکھیے۔
۲۔ ”ذرا آنکھ کھولو بہت دن چڑھا“..... یہ بات کس نے کہی؟
۳۔ لڑکے نے باپ کے سامنے حاضر ہونے سے پہلے کیا کِیا؟
۴۔ دھوُپ کسے کہتے ہیں؟
۵۔ غریبوں کو سردی میں کیا بھاتا ہے؟
۶۔ کس کی بدولت سب جی رہے ہیں؟
۷۔ ہم پر خدا کی بڑی عنایت کون سی ہے؟
۸۔ آپ صبح اُٹھ کر سب سے پہلے کیا کرتے ہیں؟

غور کر کے بتائیے

۱۔ خدا کی کون کون سی عنایتیں ہمیں نصیب ہیں؟
۲۔ گروہ میں بات چیت کیجیے کہ اگر سورج طلوع نہ ہو تو کیا ہوگا؟
۳۔ شاعر نے دھوپ کی کون سی خوبیاں بیان کی ہیں؟

سبق کی روشنی میں موزوں لفظ کا انتخاب کر کے خالی جگہ پُر کیجیے:

ا۔ سورج .... میں غروب ہوتا ہے۔ (سمندر ، مغرب)

۲۔ غریبوں کو ٹھٹھرنے سے ....بچاتی ہے۔ (چاندنی ، دھوپ)

۴۔ روشنی میں چیزیں ....دیتی ہیں۔ (دِکھائی ، سُجھائی)

وسعت میرے بیان کی

ذیل کے مصرعوں کو 'نثر' میں لکھیے:

مثال - نظم : یہ سنتے ہی لڑکا ہوا اُٹھ کھڑا **نثر :** یہ سنتے ہی لڑکا اُٹھ کھڑا ہوا۔

ا۔ بڑے ہم کو دیتا یہ آرام ہے ۲۔ یہ دنیا میں کرتا بہت کام ہے

۳۔ پڑا کرتی سردی ہے جب زور کی ۴۔ جنھیں روز کھاتا ہے سارا جہاں ۵۔ خدا کی عنایت ہے ہم پر بڑی

تلاش و جستجو

سبق کی مدد سے نیچے دیے ہوئے لفظوں کی ضد لکھیے:

غائب نفرت تاریکی چھاؤں نقصان

سورج کو 'خورشید' بھی کہتے ہیں۔ بتائیے کہ ذیل کے لفظوں کو اور کیا کہتے ہیں؟

ا۔ چاند کو....... ۲۔ رات کو....... ۳۔ باپ کو....... ۴۔ خدا کو....... ۵۔ آسمان کو.......

'عنایت' پانچ حرفی لفظ ہے۔ آپ ایسے پانچ حرفی لفظ لکھیے جن کے آخر میں 'ت' آتا ہو : (کوئی پانچ)

زورِ قلم

- سورج کے طلوع ہونے کا منظر پانچ سطروں میں لکھیے۔

سرگرمی/منصوبہ :

ا۔ لائبریری جا کر اخبارات اور رسائل سے گرمی، سردی، برسات پر الگ الگ تین نظمیں تلاش کر کے اپنی بیاض میں لکھیے۔

۲۔ اپنے استاد سے معلوم کیجیے وہ کون سا خِطّہ ہے جہاں چھے مہینے کی رات اور چھے مہینے کا دن ہوتا ہے۔

آیئے، زبان سیکھیں

اس کے پاس ایک مرغا تھا جو روز صبح بانگ دیتا؛ ککڑوں کوں۔

ایک دن محلّے والوں نے دیکھا: نہ ححّو کے کان میں بالیاں ہیں، نہ اس کے گلے میں ہنسلی۔

اِن جملوں میں '؛' اور ':' کے نشانات لگائے ہیں۔ یہ نشانات جملے میں اس وقت لگائے جاتے ہیں جب جملہ پورا نہیں ہوتا اور اس کی تفصیل بیان کرنا ضروری ہوتا ہے۔

۴

کھدّر کا کفن

خواجہ احمد عبّاس

پہلی بات

ہمارا ملک ۱۵؍اگست ۱۹۴۷ء کو انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہوا۔ ملک کو آزادی دلانے میں بڑی بڑی ہستیوں نے تو حصہ لیا لیکن عوام بھی اس جدو جہد میں پیچھے نہیں تھے۔ انھوں نے آزادی کے حصول کے لیے اپنی حیثیت کے مطابق تعاون کیا۔ اس سبق میں ایک غریب بڑھیا کی آزادی کی چاہت کو بیان کیا گیا ہے جس نے وطن کی محبت میں آزادی کی جنگ کے لیے اپنی ساری پونجی قربان کر دی تھی۔ یہ پونجی اس کے بڑھاپے کا آخری سہارا تھی۔ اس کی خواہش تھی کہ مرنے کے بعد اسے کھدر کا کفن دیا جائے۔

جان پہچان

اس کہانی کے مصنف خواجہ احمد عباس خود ملک کی آزادی کی تحریک میں شامل رہے۔ عوامی جدو جہد کے تجربے کو انھوں نے بڑے مؤثر انداز میں لکھا ہے۔ خواجہ احمد عباس ۷؍جون ۱۹۱۴ء کو پانی پت میں پیدا ہوئے۔ وہ طالب علمی کے زمانے ہی میں صحافت سے منسلک ہو گئے تھے۔ وہ کئی اخبارات کے صحافی رہے۔ بیس برس تک انھوں نے ہندی اور اُردو ہفتہ وار بلٹز میں 'آزاد قلم' کے عنوان سے کالم لکھا۔ مصنف نے ۲۵ سال کی عمر ہی میں سمندری جہاز کے ذریعے سترہ ممالک کی سیر کی۔ اس سفر کی روداد 'مسافر کی ڈائری' کے نام سے چھپ چکی ہے۔ انھوں نے ستر سے زائد کتابیں لکھیں۔ ان کی اہم کتابیں 'زعفران کے پھول'، 'میں کون ہوں'، 'گیہوں اور گلاب'، 'نئی دھرتی نئے انسان' ہیں۔ یکم جون ۱۹۸۸ء کو ممبئی میں اُن کا انتقال ہوا۔

تیس برس کی بات ہے جب میں بالکل بچہ تھا۔ ہمارے پڑوس میں ایک غریب بوڑھی جُلاہی رہتی تھی۔ اس کا نام تو حکیمن تھا مگر لوگ اسے حکّو کہہ کر پکارتے تھے۔ اس وقت شاید ساٹھ برس اس کی عمر ہوگی، وہ جوانی میں وِدھوا ہو گئی تھی اور عمر بھر اپنے ہاتھ سے کام کر کے اس نے اپنے بچوں کو پالا تھا۔ بوڑھی ہو کر بھی وہ سورج نکلنے سے پہلے اُٹھتی تھی، گرمی ہو یا جاڑا۔ ابھی ہم اپنے لحافوں میں دُبکے پڑے ہوتے کہ اس کے گھر سے چکّی کی آواز آنی شروع ہو جاتی۔ دن بھر وہ جھاڑو دیتی، چرخہ کاتتی، کپڑا بُنتی، کھانا پکاتی، اپنے لڑکے لڑکیوں، پوتوں اور نواسوں کے کپڑے دھوتی۔ اس کا گھر بہت ہی چھوٹا تھا۔ ہمارے اتنے بڑے آنگن والے گھر کے مقابلے میں وہ جوتے کے ڈبے جیسا لگتا تھا۔ دو کوٹھریاں، ایک پتلا سا دالان اور نام کے واسطے دو تین گز لمبا صحن مگر وہ اسے اتنا صاف ستھرا اور ایسا لیپا پُتا رکھتی تھی کہ سارے محلے میں مشہور تھا کہ حکّو کے گھر کے فرش پر کھیلیں بکھیر کر کھا سکتے ہیں۔

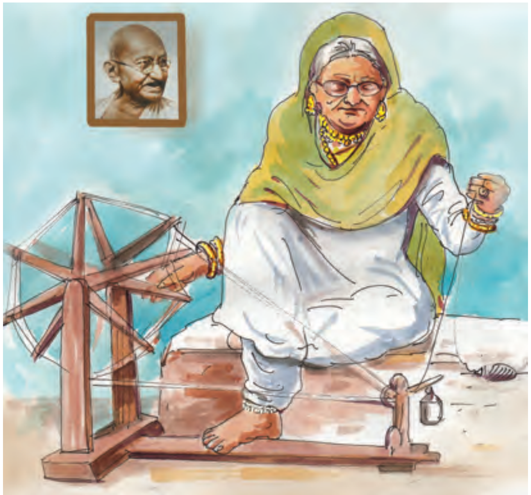

صبح سویرے سے لے کر رات گئے تک وہ کام کرتی تھی۔ پھر بھی جب کبھی حکّو ہمارے گھر آتی، ہم اسے ہشّاش بشّاش ہی پاتے۔ بڑی ہنس مکھ تھی وہ۔ مجھے اس کی صورت اب تک یاد ہے۔ گہرا سانولا رنگ جس پر اُس کے سفید بگلا سے بال خوب کِھلتے تھے۔ اس کی کاٹھی بڑی مضبوط تھی۔ اس کی کمر مرتے دم تک نہیں جھکی۔ آخری دنوں میں اس کے کئی دانت ٹوٹ گئے تھے جس سے بولنے میں پوپلے پن کا انداز آ گیا تھا۔ وہ ہمیں جنوں اور پریوں کی کہانیاں سناتی۔ اپنا سارا کاروبار خود چلاتی تھی۔ حکّو پڑھی لکھی بالکل نہیں

تھی، نہ اُس نے عورتوں مردوں کی برابری کا اصول سنا تھا۔ پھر بھی حکّو نہ کسی مرد سے ڈرتی تھی نہ کسی امیر، رئیس، افسر یا داروغہ سے۔

حکّو نے عمر بھر محنت کر کے اپنے بال بچوں کے لیے تھوڑے بہت پیسے جمع کیے تھے۔ بے چاری نے تو بینک کا نام بھی نہ سنا تھا۔ اس کی ساری پونجی جو شاید سو دو سو روپے ہو، چاندی کے گہنوں کی شکل میں اس کے کانوں، گلے اور ہاتھ میں پڑی ہوئی تھی۔ چاندی کی بالیوں سے اُس کے جھکے ہوئے کان مجھے اب تک یاد ہیں۔ ان گہنوں کو وہ جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتی تھی کیوں کہ یہی اس کے بڑھاپے کا سہارا تھے مگر ایک دن سب محلے والوں نے دیکھا: نہ حکو کے کان میں بالیاں ہیں، نہ اس کے گلے میں ہنسلی، نہ اس کے ہاتھوں میں کڑے اور چوڑیاں، پھر بھی اس کے چہرے پر وہی پرانی مسکراہٹ تھی اور کمر میں نام کو خم نہیں۔

ہوا یہ کہ ان دنوں مہاتما گاندھی، علی برادران کے ساتھ پانی پت آئے۔ ہمارے نانا کے مکان میں انھوں نے تقریریں کیں سوراج کے بارے میں۔ حکّو بھی ایک کونے میں بیٹھی سنتی رہی۔ بعد میں چندہ جمع کیا گیا تو اُس نے اپنا سارا زیور اُتار کر اُن کی جھولی میں ڈال دیا۔ اُس کی دیکھا دیکھی اور عورتوں نے بھی اپنے اپنے زیور اُتار کر چندے میں دے دیے۔

اُس دن سے حکّو ہمارے ہاں آ کر نانا ابّا سے خبریں سنا کرتی اور اکثر پوچھتی، "یہ انگریزوں کا راج کب ختم ہوگا؟" کانگریس کے جلسے ہوتے تو ان میں بڑے چاؤ سے جاتی اور اپنی سوجھ بوجھ کے مطابق سیاسی تحریک کو سمجھنے کی کوشش کرتی مگر عمر بھر کی محنت سے اس کا جسم کھوکھلا ہو چکا تھا۔ پہلے آنکھوں نے جواب دیا، پھر ہاتھ پاؤں نے..... حکو نے گھر سے نکلنا بند کر دیا مگر چرخہ کاتنا نہ چھوڑا۔ عمر بھر کی مشق کے سہارے آنکھوں کے بغیر بھی وہ کپڑا بُن لیتی۔ بیٹوں نے منع کیا تو اس نے کہا کہ وہ یہ کھدّر اپنے کفن کے لیے بُن رہی ہے۔

پھر حکّو مر گئی۔ اس کی آخری وصیت یہ تھی کہ "مجھے میرے بُنے ہوئے کھدّر کا کفن دینا۔ اگر انگریزی کپڑے کا دیا تو میری روح کو کبھی چین نصیب نہ ہوگا۔" اُن دنوں کفن لٹّھے کے دیے جاتے تھے۔ کھدر کا پہلا کفن حکو ہی کو ملا۔ اس کا جنازہ اُٹھا تو جنازے میں اس کے چند رشتے دار اور دو تین پڑوسی تھے۔ نہ جلوس نہ پھول، نہ جھنڈے، بس ایک کھدّر کا کفن۔

معنی و اشارات

کھدّر	–	ہتھ کرگھے پر بُنا ہوا کپڑا، کھادی
کھیلیں	–	اناج کے دانے جو بھُونے جانے پر کھل جائیں مثلاً مُرمُرے، پاپ کارن
ہشّاش بشّاش	–	بہت خوش
کاٹھی	–	جسم کی بناوٹ
ہنسلی	–	ایک قسم کا زیور جو گلے میں پہنا جاتا ہے۔
علی برادران	–	مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی جوہر
پُونجی	–	دولت
خم	–	جھکاؤ
لٹّھا	–	ایک قسم کا سوتی کپڑا جو انگلستان سے آتا تھا۔

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ مصنف کس عنوان سے 'بلٹز' میں کالم لکھا کرتے تھے؟

۲۔ لوگ حکیمن کو کس نام سے پکارتے تھے؟

۳۔ مصنف کے گھر کے مقابلے میں حکیمن کا گھر کیسا تھا؟

۴۔ صبح صبح حکیمن کے گھر سے کس چیز کی آواز آتی تھی؟

۵۔ حکیمن نے چندے میں کیا دِیا؟

۶۔ حکیمن ہمیشہ کیا پوچھتی رہتی تھی؟

مختصر جواب لکھیے :

۱۔ ایک دن محلے والوں نے حکیمن کو کس حالت میں دیکھا؟

۲۔ بڑھاپے میں بھی حکیمن نے چرخہ کاتنا کیوں نہیں چھوڑا؟

۳۔ حکیمن کی آخری وصیت کیا تھی؟

ذیل کے الفاظ مکمل کرکے انھیں جملوں میں استعمال کیجیے : مثال - صاف ستھرا : حکّو اپنے آنگن کو صاف ستھرا رکھتی تھی۔

۱۔ لِپا ۲۔ ہشاش ۳۔ پڑھی ۴۔ سوجھ ۵۔ صبح

درجہ بندی

قدرتی دھاگوں اور مصنوعی دھاگوں سے بننے والے کپڑوں کو الگ الگ خانوں میں لکھیے :

نائیلون ، سوت ، اون ، ٹیریلین ، ریشم ، پالِسٹر

ترتیب دیجیے

سبق کے درج ذیل الفاظ کی مدد سے صحیح جملے بنائیے :

۱۔ تھے تھوڑے حکو نے عمر بھر محنت کرکے جمع کیے بہت پیسے اپنے کے لیے بال بچوں۔

۲۔ مکان میں کے تقریریں ہمارے نانا کیں انھوں نے۔

۳۔ تھی جان وہ ان بھی گہنوں کو عزیز رکھتی سے زیادہ۔

۴۔ اس نے ڈال دیا جھولی میں ان کی اُتار کر اپنا سارا زیور۔

ذیل کے جملے پڑھیے۔ جن الفاظ کے نیچے خط کھینچا ہوا ہے ان کی ضد استعمال کرکے جملہ دوبارہ لکھیے۔

اس بات کا خیال رہے کہ جملے کا مفہوم نہ بدلے۔ مثال : اس کا گھر بڑا نہیں تھا۔ اس کا گھر چھوٹا تھا۔

۱۔ وہ بہت خوش تھی۔

۲۔ حکّو بہت محنتی تھی۔

۳۔ راشد اچھا لڑکا ہے۔

۴۔ وہ پڑھا لکھا نہیں ہے۔

ذیل میں مختلف کاروبار کرنے والے افراد کے نام دیے گئے ہیں۔ خالی جگہوں میں کسی ایک آلے/اوزار کا نام لکھیے۔

مثال : جُلاہا - کرگھا

۱۔ کسان - ....
۲۔ ڈاکٹر - ....
۳۔ ماہی گیر - ....
۴۔ ملّاح - ....
۵۔ لوہار - ....
۶۔ درزی - ....

لفظوں کا کھیل

۱۔ جماعت کے تمام طلبہ کو دو گروپ میں تقسیم کریں۔

۲۔ پہلے گروپ کا طالب علم بورڈ پر تین، چار یا پانچ حرفی ایک لفظ لکھے۔ دوسرے گروپ کا کوئی طالب علم اس لفظ کے آخری حرف سے بننے والا لفظ اس کے آگے لکھے۔ اس کے بعد پہلے گروپ سے کوئی اور طالب علم اس لفظ کے آخری حرف سے بننے والا اگلا لفظ لکھے۔ **مثال :** درزی - یقین - نرم

دیے ہوئے الفاظ کو حکیمن سے جوڑتے ہوئے سبق کی مدد سے جملے لکھیے۔ **مثال :** حکیمن اپنا کاروبار خود چلاتی تھی۔

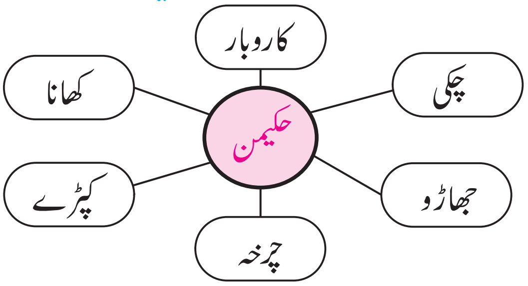

ذیل کے ہر لفظ کے سامنے تین الفاظ دیے ہوئے ہیں جن میں سے ایک اس لفظ کا ہم معنی ہے۔ اسے شناخت کر کے اس کے گرد دائرہ بنائیے:

مثال : غریب - امیر ، (نادار) ، دولت مند

۱۔ ہنس مکھ - خوش مزاج ، بدمزاج ، تنگ مزاج
۲۔ پھول - پتّا ، کانٹا ، گل
۳۔ سبز - سرخ ، ہرا ، نیلا
۴۔ مہذب - تہذیب یافتہ ، بداخلاق ، بدتہذیب

زورِ قلم

اپنے استاد کے ساتھ کسی گاؤں کی سیر کو جائیے اور وہاں کی زندگی کا مشاہدہ کر کے اس پر دس جملے لکھیے۔

سرگرمی / منصوبہ :

۱۔ گاندھی جی اور علی برادران کے علاوہ تین دوسرے مجاہدینِ آزادی کے نام لکھیے۔
۲۔ اپنے استاد/سرپرست سے معلوم کیجیے کہ اس سبق میں ہندوستانی تاریخ کے کس واقعے کی طرف اشارہ ہے۔

حروفِ تہجی :

ذیل کی علامتوں کو آپ اچھی طرح جانتے ہیں:

ا	ب	ج	د
घ	ग	ख	क
D	C	B	A

یہ زبان کی بنیادی آوازوں کی علامتیں ہیں۔ ان کے علاوہ بھی بہت سی علامتیں زبانوں میں پائی جاتی ہیں۔ انھیں حروفِ تہجی کہا جاتا ہے۔ حروف کی علامتیں زبان کو لکھنے کے لیے استعمال کی جاتی ہیں۔ آزادانہ طور پر ان کے کچھ معنی نہیں ہوتے مگر بولے جانے والے لفظوں اور جملوں کے معنی لکھی ہوئی شکل میں ان علامتوں کے ذریعے پڑھنے والے کی سمجھ میں آجاتے ہیں۔ ہر زبان میں حروفِ تہجی کی تعداد مختلف ہوتی ہے۔ اُردو میں سینتیس حروف ہیں جن کی مدد سے بولی جانے والی زبان کو لکھا جاسکتا ہے۔ پہلی جماعت میں اُردو کی تمام آوازوں اور ان کی علامتوں کا تعارف کیا جاچکا ہے۔ یہاں ان کی قسمیں معلوم کرنے کے لیے انھیں زبان سے ادا کرنے کی ضرورت ہے۔

ذیل کے حروف کو ادا کیجیے:

ب بھ پ پھ ت تھ

ج جھ چ چھ ک کھ

د ڈ ر ز س ش ل م ن

آپ نے دیکھا کہ ان حروف کو زبان سے ادا کرتے وقت منہ سے نکلنے والی آواز ہونٹ یا زبان یا دانت سے ٹکراتی ضرور ہے۔ ایسی آوازوں یا حروف کو **حروفِ صحیح** کہا جاتا ہے۔

اب ان آوازوں کو ادا کیجیے:

آ ، اے ، او ، ای

ان آوازوں کو منہ سے ادا کریں تو آواز زبان دانت یا ہونٹ وغیرہ سے بالکل نہیں ٹکراتی۔ ایسی آوازوں کو اُردو میں ا ، و ، ی سے لکھا جاتا ہے۔ یہ تینوں علامتیں **حروفِ علت** کہلاتی ہیں۔ ان کے لیے کبھی زیر، زبر اور پیش سے بھی کام لیا جاتا ہے جن کے بارے میں آپ پچھلی جماعتوں میں پڑھ چکے ہیں۔

معلوم ہوا کہ حروفِ تہجی کی دو قسمیں ہیں۔ اسے ذیل کی مثال سے سمجھا جاسکتا ہے مثلاً لفظ 'کام' میں 'ک' اور 'م' حروفِ صحیح ہیں اور 'ا' حرفِ علت۔ اسی طرح لفظ 'دوستی' میں 'د'، 'س'، 'ت' حروفِ صحیح اور 'و' اور 'ی' حروفِ علت ہیں۔

یاد رکھنا چاہیے کہ ا، و، ی حروفِ صحیح کی طرح بھی استعمال کیے جاتے ہیں، جیسے الفاظ 'اکبر'، 'ورق' اور 'یاد' میں ا، و، ی جو الفاظ کے شروع میں آئے ہیں۔

۵

مِری پیاری چڑیو

جوشؔ ملیح آبادی

پہلی بات پرندے اللہ تعالیٰ کی رنگ برنگی اور خوبصورت مخلوق ہیں۔ پرندوں کے دلفریب رنگ، ان کی خوش الحانی اور دل کو لبھانے والی حرکتیں انسان کو محظوظ کرتی ہیں۔ اُردو میں کئی شاعروں نے جانوروں، پرندوں وغیرہ پر نظمیں لکھی ہیں۔ اسماعیل میرٹھی کی نظم 'ایک جگنو اور بچہ' اور علامہ اقبال کی نظم 'ایک گائے اور بکری' بہت مشہور ہیں۔

جان پہچان جوشؔ ملیح آبادی ۵؍دسمبر ۱۸۹۸ء کو پیدا ہوئے۔ اُن کا پورا نام شبیر حسن خاں تھا۔ ان کی ابتدائی تعلیم گھر ہی پر ہوئی۔ وہ کالج کی تعلیم مکمل نہ کرسکے۔ انھیں زبان پر قدرت حاصل تھی۔ نظمیں لکھنے کی طرف ان کا زیادہ رجحان تھا۔ انھوں نے غزلیں بھی کہی ہیں۔ انھیں شاعرِ انقلاب کہا جاتا ہے۔ ان کی شاعری کی کتابوں کے نام ہیں: 'عرش وفرش'، 'جنون وحکمت'، 'سنبل وسلاسل'، 'سیف وسبو' وغیرہ۔ 'یادوں کی برات' ان کی سوانح عمری ہے۔ جوشؔ کا انتقال ۲۲؍فروری ۱۹۸۲ء کو ہوا۔

مہکتے ہوئے پھول کے پاس آؤ   لچکتی ہوئی شاخ پر بیٹھ جاؤ
ہوا میں کبھی اُڑ کے بازو ہلاؤ   کبھی صاف چشمے میں غوطے لگاؤ
یوں ہی پیاری چڑیو ! ابھی اور گاؤ

پُھدک کر اِدھر سے اُدھر دوڑ جاؤ   چہک کر اُدھر سے اِدھر پَر ہلاؤ
چمک کر کبھی شاخ پر چہچہاؤ   اُچھل کر کبھی نہر پر گنگناؤ
یوں ہی پیاری چڑیو ! ابھی اور گاؤ

کبھی برگِ تازہ کو منہ میں دباؤ   کبھی کُنج میں بیٹھ کر پھڑ پھڑاؤ
کبھی گھاس پر لُوٹ کر دل لُبھاؤ   کبھی جا کے بیلوں کو جھولا بناؤ
یوں ہی پیاری چڑیو ! ابھی اور گاؤ

میں بے تاب ہوں ، مجھ کو جلوہ دِکھاؤ   میں گمراہ ہوں ، مجھ کو رستہ بتاؤ
نہ جِھجکو ، نہ سِمٹو ، نہ کچھ خوف کھاؤ   مرے پاس آؤ ، مرے پاس آؤ
یوں ہی پیاری چڑیو ! ابھی اور گاؤ

خلاصۂ کلام اِس نظم میں شاعر چڑیوں سے اپنی محبت اور لگاؤ کا ذکر کر رہا ہے۔ وہ چڑیوں سے کہتا ہے کہ وہ قریب آئیں، گائیں، چہچہائیں، چشمے کے پانی میں غوطے لگائیں۔ کبھی کسی ٹہنی کا پتّا اپنی چونچ میں دبائیں۔ چڑیوں کے اِدھر اُدھر پھدکنے کو دیکھ کر شاعر بہت خوش ہوتا ہے اور انھیں اسی طرح چہچہاتے، گاتے اور پُھدکتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہے۔

معنی و اشارات

برگ	- پتّا	جلوہ دِکھانا	- صوٗرت دِکھانا
کنج	- درختوں کے سائے میں بیٹھنے کی جگہ	گمراہ	- راستے سے بھٹکا ہوا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ اس نظم کے شاعر کا پورا نام لکھیے۔
۲۔ شاعر کی سوانح عمری کس نام سے شائع ہوئی ہے؟
۳۔ نظم کا وہ شعر لکھیے جس میں لفظ 'غوطے' استعمال کیا گیا ہے۔
۴۔ شاعر چڑیوں کو نہر پر کیوں بلا رہا ہے؟
۵۔ شاعر چڑیوں کو کہاں لوٗٹنے کو کہہ رہا ہے؟
۶۔ شاعر بے تاب کیوں ہے؟

قوسین سے مناسب لفظ چن کر درج ذیل مصرعے مکمل کیجیے :

۱۔ .... ہوئی شاخ پر بیٹھ جاؤ (لٹکتی ، مہکتی ، لچکتی)
۲۔ .... کر اِدھر سے اُدھر دوڑ جاؤ (پھدک ، چہک ، چمک)
۳۔ میں بے تاب ہوں مجھ کو .... دِکھاؤ (رستہ ، جلوہ ، نقشہ)

غور کرکے بتائیے

آپ کو یہ نظم کیوں پسند ہے؟

درجہ بندی

اس نظم میں شاعر نے آؤ، جاؤ جیسے جتنے الفاظ استعمال کیے ہیں، ان سب کو حروفِ تہجّی کی ترتیب میں لکھیے۔

نظم خوانی

اس نظم کو اپنی جماعت میں ترنّم سے سنائیے۔

سرگرمی / منصوبہ :

۱۔ پرندوں کے ماہر ڈاکٹر سالم علی کے بارے میں اپنے استاد کی مدد سے معلومات حاصل کیجیے۔
۲۔ چوتھی جماعت میں آپ نے پرندوں کے بارے میں سبق پڑھا ہے۔ ان کی تصویریں جمع کرکے ان کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔

٦

لو، آ گئی برسات

مجتبیٰ حسین

پہلی بات

عام طور پر تین موسم مشہور ہیں؛ سردی، گرمی اور برسات۔ صحت وتندرستی کے لیے سردی کا موسم مشہور ہے حالانکہ اس موسم میں سردی سے بچنے کے لیے ہم گرم کپڑوں میں دبکے رہتے ہیں۔ گرمی کے موسم کو عام طور پر پسند نہیں کیا جاتا۔ تاہم طلبہ کو گرمیوں کی چھٹیوں کا بے چینی سے انتظار رہتا ہے۔ کسانوں کے لیے بارش کا موسم بہت اہم ہے۔ بارش کے آتے ہی وہ بوائی کے کام میں جٹ جاتے ہیں۔ ہر موسم کے اپنے فوائد اور کچھ نقصانات ہیں۔ بتائیے آپ کو کون سا موسم پسند ہے؟

اس سبق میں بارش کے موسم کو کچھ اس انداز سے بیان کیا گیا ہے کہ یہ موسم اپنی پریشانیوں کے باوجود ہمیں خوبصورت نظر آتا ہے۔

جان پہچان

مشہور مزاح نگار مجتبیٰ حسین ۱۵ر جولائی ۱۹۳۶ء کو گلبرگہ میں پیدا ہوئے۔ ان کی ابتدائی تعلیم والد صاحب کی نگرانی میں گھر پر ہوئی۔ انھوں نے عثمانیہ یونی ورسٹی سے بی۔اے کیا۔ معاون مدیر کی حیثیت سے اخباروں میں ملازمت کی اور کالم بھی لکھے۔ ان کے طنزیہ ومزاحیہ مضامین، خاکوں اور سفرناموں کے کئی مجموعے منظرِ عام پر آ چکے ہیں۔ ان کی تخلیقات ہندی، انگریزی، روسی اور جاپانی وغیرہ زبانوں میں ترجمہ کی جا چکی ہیں۔ حکومتِ ہند نے انھیں 'پدم شری' کے اعزاز سے نوازا ہے۔ 'قطع کلام'، 'سفر لخت لخت'، 'جاپان چلو جاپان چلو' اور 'آدمی نامہ' ان کی مشہور تصانیف ہیں۔

لیجیے جناب! آ گئی برسات لیکن ذرا ٹھہریے۔ برسات کے آنے کی اطلاع ہم کیوں دیں؟ برسات تو اپنی آمد کا اعلان خود کر دیتی ہے۔ یہی تو وہ موسم ہے جو اس شان سے آتا ہے کہ لگتا ہے کسی بادشاہ کی سواری آ رہی ہے۔ پہلے نقیب آوازیں لگائے گا۔ پھر توپوں کی سلامی ہوگی اور تب کہیں بادشاہ سلامت جلوہ گر ہوں گے۔ دوسرے ملکوں کی برسات کی بات ہم نہیں کرتے البتہ اتنا ضرور جانتے ہیں کہ ہمارے ملک کی برسات بڑی دلیر اور بہادر ہوتی ہے کیوں کہ وہ دشمن پر غفلت میں حملہ نہیں کرتی بلکہ اسے پہلے سے آگاہ کر دیتی ہے کہ لو ہم آ رہے ہیں، میدان چھوڑ کر بھاگ جاؤ۔ دوسرے یہ کہ ہماری برسات بڑی ذہین اور چالاک ہوتی ہے کیوں کہ یہ اسی وقت آتی ہے جب آپ گھر سے باہر ہوں اور جب آپ کے پاس چھتری بھی نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ ہماری برسات کافی پڑھی لکھی بھی ہوتی ہے کیوں کہ یہ اخبار میں موسم کا حال پڑھتی ہے اور پھر تردیدی بیان کے طور پر برستی ہے۔ بھلا بتائیے ایسا باضابطہ کردار کون سے موسم کا ہوتا ہے۔ دوسرے موسموں کا یہ حال ہوتا ہے کہ چوری چھپے آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ آپ یقین کریں کہ جب تک ہم اخبار سے درجۂ حرارت معلوم نہیں کر لیتے تب تک نہ ہمیں سردی معلوم ہوتی ہے اور نہ ہی گرمی۔ ایسے موسموں کو لے کر کیا کیجیے گا! سچا موسم تو وہی ہوتا ہے جو آئے تو بس سارے ماحول پر چھا جائے۔ وہ اُمڈ اُمڈ کر اور گرج گرج کر برسنے والی بدلیاں اور وہ کڑک کڑک کر چمکنے والی بجلیاں جب آتی ہیں تو سارے ماحول پر چھا جاتی ہیں۔

برسات کا موسم بڑی اُمیدوں والا موسم ہوتا ہے۔ جب ہم چھوٹے تھے اور کبھی رات کو گھن گرج کے ساتھ طوفانی برسات

ہوتی تھی تو ہم ساری رات بستر میں پڑے پڑے اپنے دل میں اس اُمید کو پروان چڑھایا کرتے تھے کہ صبح جب ہم اسکول جائیں تو پتا چلے کہ سارا اسکول طغیانی میں بہہ گیا ہے۔ اسکول کے ساتھ ساتھ سارے ٹیچر بھی اپنی چھڑیوں سمیت بہہ گئے ہیں اور ساری کتابیں بھی بہہ گئی ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ جب ہم اُمیدوں والی رات گزار کر اسکول پہنچتے تھے تو اسکول جوں کا توں کھڑا ہوتا تھا مگر اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ برسات ہمارے دل میں سینکڑوں اُمیدیں پیدا کر دیتی ہے۔ ہمارے دل پر ہی کیا موقوف ہے، برسات کی آمد سے پہلے خود دھرتی کے سینے میں بھی بڑی اُمیدیں چھپی ہوتی ہیں جو بعد میں لاکھوں ننھے منے ہرے بھرے پودوں کی شکل میں دھرتی کے سینے سے اُبل پڑتی ہیں۔

برسات کے موسم کی ایک خوبی یہ ہوتی ہے کہ اس سے بچنے کے لیے ہر آدمی ہر ممکن کوشش کرتا ہے لیکن پھر بھی اس کوشش میں ہار جاتا ہے۔ سڑک پر جس کسی کو دیکھیے، وہ نہ صرف رین کوٹ میں بند ہوتا ہے بلکہ ایک عدد چھتری بھی اپنے ساتھ رکھتا ہے لیکن پھر بھی بھیگ جاتا ہے۔

برسات کے موسم کی ایک اور خوبی یہ ہوتی ہے کہ اس میں آدمی دوسرے آدمی کو پہچان نہیں پاتا کیوں کہ سارے ہی لوگ رین کوٹوں، ٹوپیوں اور چھتریوں کے نیچے چھپ جاتے ہیں۔ اکثر ایسا ہوا کہ ہم مالک مکان سے اپنے گھر کی چھت کی شکایت کرنے ان کے گھر پہنچے اور وہ ہماری نظروں کے سامنے رین کوٹ میں چھپ کر گھر سے باہر نکل کر چلے گئے اور بعد میں ان کی بیوی نے بتایا، ''ابھی جو صاحب آپ کے سامنے رین کوٹ اوڑھ کر گزرے، وہ آپ کے مالک مکان ہی تو تھے۔'' اس کا بدلہ ہم نے اکثر یوں لیا کہ جب مالک مکان ہم سے کرایہ مانگنے کے لیے گھر آتے ہیں تو ہم بھی رین کوٹ اوڑھ کر ان کی نگاہوں کے سامنے سے فاتحانہ گزر جاتے ہیں۔ اینٹ کا جواب پتھر سے نہ دیا جائے، نہ سہی لیکن اینٹ کا جواب اینٹ سے دینے میں کیا قباحت ہے؟

ہم نے ہر برسات میں مکان بدلنے کی پوری پوری کوشش کی لیکن پچھلی برسات کے ایک واقعے کے بعد ہم نے یہ کوشش ترک کر دی ہے۔ ہوا یوں کہ ایک رات لگاتار اور دھواں دھار برسات ہوتی رہی اور اس کے ساتھ ہی ہمارے مکان کی چھت بھی ٹپکتی رہی۔ ہم ساری رات بھیگتے رہے۔ دوسرے دن ہم نے تہیہ کر لیا کہ اب مکان بدل کے رہیں گے۔ سو مکان کی تلاش میں ایک محلے میں پہنچے اور ایک پنواڑی سے پوچھا، ''کیوں بھئی! کیا تمھارے محلے میں کوئی مکان خالی ہے؟''

وہ بولا، ''بابو جی! ایک مکان خالی تو تھا مگر آپ نے یہاں آنے میں پورے چھے گھنٹوں کی تاخیر کر دی۔''

ہم نے پوچھا، ''کیا وہ مکان کرایے پر اُٹھ گیا؟''

اس پر وہ بولا، ''نہیں بابو جی! کل رات کی دھواں دھار برسات کی وجہ سے ابھی چھے گھنٹے پہلے وہ مکان گر گیا۔ اگر آپ چھے گھنٹے پہلے آتے تو آپ کو ضرور مل

جاتا۔" اس واقعے کے بعد بھلا کس کی شامت آئی ہے کہ وہ نیا مکان تلاش کرے۔ لہٰذا اب ہم برسات کی آمد سے پہلے کھانسی، نزلہ اور زکام کی دواؤں کا اسٹاک جمع کر لیتے ہیں اور اس طرح اس چھت کا مقابلہ کرتے ہیں۔

برسات کے موسم کی ایک اور خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ اس میں نئے نئے سماجی تعلقات اور آپ کے نئے نئے دوست پیدا ہوتے ہیں۔ فرض کیجیے آپ برسات میں اپنی چھتری کھولے سڑک پر چلے جا رہے ہیں کہ اچانک ایک صاحب آپ کے ساتھ ساتھ چلنے لگیں گے۔ تھوڑی دیر بعد وہ آپ سے بہت قریب آ جائیں گے۔ ایک بار ہم نے ایک شخص کو اسی طرح اپنی چھتری کے نیچے پناہ دی تھی۔ آدمی صورت سے نہ صرف شریف لگتا تھا بلکہ وضع قطع سے یوں معلوم ہوتا تھا کہ اس نے ہماری چھتری کے نیچے آ کر ہماری چھتری کو عزّت بخشی ہے۔ اسی لیے ہم کافی دور جا کر اسے گھر تک چھوڑ آئے۔ اتفاق سے دوسرے دن ہماری ملازمت کا انٹرویو تھا۔ انٹرویو میں پہنچے تو دیکھا کہ وہی شخص ڈائرکٹر کی کرسی پر بیٹھا ہے۔ اس نے ہم سے کوئی سوال نہیں پوچھا۔ صرف یہ کہا، "تم جا سکتے ہو۔ تمھارا انتخاب ہو چکا ہے۔" ہم جانتے ہیں کہ اس ملازمت کے لیے ہمارے پاس ایک ہی کوالیفکیشن تھی اور وہ تھی ہماری چھتری۔

برسات کا موسم آتے ہی سڑکوں پر جابجا چھتریاں ہی چھتریاں نظر آنے لگتی ہیں۔ مردوں کی چھتریاں الگ ہوتی ہیں اور خواتین کی الگ۔ اگرچہ اب مردوں اور عورتوں کے لباس کا فرق مٹتا جا رہا ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ چھتریوں کے معاملے میں ابھی جنس اتنی مشکوک نہیں ہوئی ہے۔

برسات کے موسم کی ایک اور خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ ان دِنوں کیچڑ کی بالکل قلّت نہیں ہوتی۔ کیچڑ آپ کو جابجا مل جائے گی۔ کیچڑ کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس پر سے پھسلنے میں بڑا مزہ آتا ہے۔ اتنا مزہ کہ بعض اوقات نہ صرف آپ کی ہڈی ٹوٹ جاتی ہے بلکہ چار پانچ سو روپیوں کا سوٹ بھی غارت ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ بڑے اعلیٰ اور نفیس سوٹ پہن کر کیچڑ پر سے پھسلتے ہیں اور گھر جا کر آئینے میں اپنی صورت دیکھتے ہیں۔ ہم نے بڑے بڑے شہسواروں کو کیچڑ سے پھسلتے دیکھا ہے۔ جو بدقسمت حضرات کیچڑ پر سے پھسل کر اپنے کپڑے خراب نہیں کر پاتے ان کے کپڑوں پر اب موٹریں کیچڑ اُچھالتی پھرتی ہیں کہ لو بھئی، اُداس کیوں ہوتے ہو۔ یہ لو کیچڑ! اور پھر شڑاپ کے ساتھ آپ کا روم روم کیچڑ میں لت پت ہو جاتا ہے۔

معنی و اشارات

لفظ	معنی	لفظ	معنی
نقیب	وہ شخص جو بادشاہ یا امرا کی سواری کے آگے آواز لگاتا جاتا تھا	قباحت	برائی
تردید	رد کرنا، کسی بات کے خلاف بات کہنا	تہیّہ کرنا	پکّا ارادہ کرنا
باضابطہ	باقاعدہ	پنواڑی	پان بیچنے والا
طغیانی	دریا کا سیلاب	تاخیر	دیر
موقوف	منحصر	وضع قطع	حلیہ
اینٹ کا جواب پتھر سے دینا	کسی بری بات کا جواب اور زیادہ برائی سے دینا	کوالیفکیشن	لیاقت
		جنس	قسم
		قلّت	کمی